﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿...اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ھفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 25

جمعۃ المبارک 21/دسمبر 2018ء

13 ربیع الثانی 1440 ہجری قمری ❁ 21/فتح 1397 ہجری شمسی

شمارہ 51

بہترین بات اور بہترین طریق

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق ہے۔ بدترین فعل دین میں نئی نئی بدعات کو پیدا کرنا ہے اور بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعہ باب تخفیف الصلوٰۃ حدیث نمبر:1435)

یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں دنیاوی ترقیات کی انتہا کا زمانہ ہے اور اس دنیاوی ترقی نے جہاں انسان کو نئی سے نئی ایجادات کرنے کے مواقع میسر فرمائے ہیں۔ وہاں بعض ایجادات اور نئی چیزیں نقصان دہ بھی بن رہی ہیں۔

اکثر لوگ ہر وقت سیل فون یا آئی پیڈ وغیرہ لے کر بالکل نشہ کی حالت میں رہتے ہیں اور اس کا نقصان یہ ہے کہ گھر ٹوٹ رہے ہیں، بچے بگڑ رہے ہیں۔

نئی ایجادات کا فائدہ بھی اس وقت تک ہے جب ان سے جائز فائدہ اٹھایا جائے۔

اس بات کو بھی تربیت کے نقطۂ نظر سے ماں باپ کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ گھر کا ماحول ایسا پاکیزہ اور سازگار ہو جیسا کہ میں نے کہا کہ ظاہر و باہر ایک ہو۔ دوعملی نظر نہ آئے۔ پھر ہی بچے صحیح طور پر تربیت حاصل کریں گے۔

انتظامیہ میں چاہے عورتیں ہیں یا مرد دوسرے کے بچے کو بھی اپنے بچوں کی طرح دیکھنا چاہئے۔ ماں باپ نے جماعتی نظام پر اعتماد کر کے بچے آپ کے پاس بھیجے ہیں تو اس اعتماد پر پورا اتریں۔

پھر لڑکوں کی تربیت کے لئے بھی اور لڑکیوں کی تربیت کے لئے بھی یہ ضروری چیز ہے کہ ان میں انصاف قائم رکھا جائے۔

وقف نو بچوں کی تو خاص طور پر بچپن سے دینی تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔ اخلاقی تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ بڑے ہو کر وہ دوسروں کی نسبت زیادہ ممتاز ہو کر ابھریں اور دنیاوی دلچسپیاں انہیں اپنی طرف نہ کھینچیں۔ اُن کے اخلاق کے معیار دوسروں سے بلند ہوں نہ یہ کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ بدتمیزی کر رہے ہوں۔

اگر کسی عہدیدار سے شکوہ ہے تو خلیفہ وقت تک اپنی بات پہنچا دیں اور پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑیں۔ یہی چیز ہے جو اگلی نسلوں کو جماعت اور خلافت سے جوڑ کر رکھے گی۔

اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر سنجیدگی سے چلنے کی ضرورت ہے۔ اپنی نسلوں کی تربیت کے لئے اپنی دعاؤں کو قبول کروانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے کی ضرورت ہے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 04/اگست 2018ء بروز ہفتہ

امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا حدیقۃ المہدی (آلٹن) میں مستورات سے خطاب

(اس خطاب کا متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔

یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں دنیاوی ترقیات کی انتہا کا زمانہ ہے اور اس دنیاوی ترقی نے جہاں انسان کو نئی سے نئی ایجادات کرنے کے مواقع میسر فرمائے ہیں۔ ہر روز اللہ تعالیٰ نے مواقع میسر فرمائے ہیں۔ ہر روز ایک نئی ایجاد سامنے آ رہی ہے یا پرانی ایجاد جو انسان نے اپنے آرام کے لئے کی اس میں مزید بہتری کر کے انسان کے لئے آرام دہ اور کارآمد بنایا جا رہا ہے۔ وہاں بعض ایجادات اور نئی چیزیں نقصان دہ بھی بن رہی ہیں۔ مثلاً فون ہے۔ انسان نے ایجاد کیا کہ پیغام رسانی کے ذرائع میسر آئیں اور فوراً اپنا پیغام دوسرے تک پہنچا دیا جائے۔ دنیا کو اس سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور اب اس فون کے نظام میں ایسی چیزیں شامل کر دی گئی ہیں کہ آپ اپنی تصویر اور تحریر کے ذریعہ سے بھی اپنے پیغام پہنچا دیتی ہیں۔ یہ موبائل فون یا سیل فون (Cell Phone) اتنے عام ہو گئے ہیں کہ غریب ملکوں کے لوگوں کے ہاتھوں میں بھی یہ نظر آتے ہیں۔ بلکہ بعض ملکوں میں یہ ریسرچ ہوئی کہ لوگ ایک وقت کا فاقہ تو کر لیں گے لیکن موبائل فون ضرور لیں گے اور اس کا

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی مصروفیات

مورخہ 07/دسمبر تا 13/دسمبر 2018ء کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ دیگر امور کی ایک جھلک ہدیۂ قارئین ہے:

❁...**7/دسمبر بروز جمعۃ المبارک**: (مسجد بیت الفتوح) حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں نیز یوٹیوب اور دیگر میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا گیا۔ حضور انور نے اپنے خطبہ جمعہ میں اطاعت اور اخلاص و وفا کے پیکر چند بدری اصحاب نبویؓ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ فرمایا۔ نیز سلطنتِ اسلامیہ کے خلاف عہد شکنی، فتنہ انگیزی، سازش قتل وغیرہ کی کارروائیوں میں ملوّث یہودی سردار کعب بن مالک کے قتل کا تذکرہ فرمایا اور معترضین کے اعتراضات کے جوابات شاملِ خطبہ فرمائے۔

❁...**8/دسمبر بروز ہفتہ**: نمازِ ظہر و عصر سے قبل مسجد فضل لندن میں مجلس خدام الاحمدیہ Reutlingen (جرمنی) کے ایک وفد نے حضورِ انور سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

❁...**9/دسمبر بروز اتوار**: شام کو فیملی ملاقاتوں کے بعد مکرم عبدالخالق تعلقدار صاحب (انچارج انصار سیکشن مرکزیہ) کی صاحبزادی عزیزہ انیلہ سوسن صاحبہ کی تقریبِ رخصتانہ کو برکت بخشنے کے لئے مسجد 'بیت الفتوح' تشریف لے گئے۔ عزیزہ انیلہ سوسن صاحبہ کی شادی مکرم طاہر احمد خان ابن مکرم

(بقیہ صفحہ 09 پر ملاحظہ فرمائیں)

اس شمارہ میں

❁...خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 30/نومبر 2018ء

❁...جلسہ سالانہ یوکے 2018ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب فرمودہ 04/اگست 2018ء

❁...نورڈک جلسہ سالانہ 2018ء کے موقعہ پر حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

❁...ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض

❁...حضورِ انور کا دورۂ امریکہ، اکتوبر، نومبر 2018ء

❁...اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القرآن

❁...رپورٹ نورڈک جلسہ سالانہ 2018ء، عالمی جماعتی خبریں، الفضل ڈائجسٹ، شیڈیول ایم ٹی اے و دیگر

استعمال کریں گے۔ مثلاً انڈیا میں سو (100) میں سے ستاسی (87) لوگ موبائل فون کا استعمال کرتے ہیں حالانکہ وہاں بڑی غربت ہے۔ پاکستان میں 75 فیصد لوگ موبائل کا استعمال کرتے ہیں۔ کہتے ہیں وہاں مہنگائی بہت ہوگئی اس کے باوجود یہ حال ہے۔ برازیل بھی ایک غریب ملک ہے۔ آج کل تو اس کی معیشت کا بہت ہی برا حال ہو چکا ہے۔ لیکن وہاں بھی اوسطاً ہر شخص کے پاس ایک سے زیادہ فون ہے بلکہ ہر سو آدمی کے پاس 144 فون ہیں۔ اسی طرح ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں کا بھی یہی حال ہے۔ اب ایک طرف تو غریب ملک کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کھانے کے لئے رقم نہیں۔ دوسری طرف موبائل لینے اور اس پر خرچ کرنے کے لئے جو بھی طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ موبائل پر فیس بُک (Facebook)، ٹوئٹر (Twitter) اور دوسری بہت سی لغویات موجود ہیں دلچسپی کے سامان ہیں۔ اور جو بھی چیزیں تفریح کے لئے یا خبر کے لئے یا فساد پیدا کرنے کے لئے ان فونوں پہ موجود ہیں جن کو ہم لغویات ہی کہیں گے اس کے متعلق بہت سارے جو فون بنانے والے ہیں یا فونوں کی ایپلی کیشنز (Applications) بنانے والے ہیں وہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ اس کا نقصان زیادہ ہے۔ بلکہ ایک بنانے والے نے تو یہ کہا غالباً فیس بُک والے نے ہی کہ میں کبھی اپنے بچوں کے لئے پسند نہیں کروں گا کہ وہ ان لغویات میں پڑیں۔ لیکن دوسروں کی تباہی کے سامان کرنے کے ذریعے پیدا کر رہے ہیں یا سامان کر رہے ہیں۔ دولت کمانے کے لئے یہ خود غرضی ہے جو اِن دنیاداروں میں نظر آتی ہے۔ کوئی فکر نہیں کہ دنیا ان چیزوں کے ناجائز استعمال سے کس فساد اور تباہی کی طرف جا رہی ہے۔ فکر ہے تو اپنی اور اپنے بچوں کی۔ اس کے مقابل پر اسلام کی تعلیم دیکھیں کتنی خوبصورت تعلیم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہ حدیث 13)

اگر اس اصول پر عمل کرتے تو ان ایجادات کی خوبیوں سے تو فائدہ اٹھانے والے ہوتے مگر اس کے نقصانات سے بچ سکتے۔ یہ دنیادار جن کو کوئی رہنمائی نہیں ہے وہ ان نقصان دہ چیزوں میں پڑ کر اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں تو ان کے بارے میں تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ دنیاوی جو چکا چوند ہے اس نے ان کو اپنی طرف کھینچا ہوا ہے۔ لیکن ہم احمدی جن کو قدم قدم پر رہنمائی ملتی ہے ایسی چیزوں میں پڑیں جو تباہی کی طرف لے جانے والی ہوں اور دنیا کی رَو میں بہہ کر ان نقصان دہ چیزوں سے اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہوں تو انہیں کوئی عقل مند نہیں کہہ سکتا۔ ہر دنیاوی چیز کو بھیڑ چال میں اختیار نہیں کر لینا چاہئے۔ اپنی عقل بھی استعمال کرنی چاہئے سوچنا بھی چاہئے پھر جائز طور پر ضرورت سے زیادہ استعمال اور اس میں اتنا ڈوب جانا کہ جس طرح ایک نشہ باز کو نشہ میں ڈوب کر دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اکثر لوگ ہر وقت سیل فون یا آئی پیڈ وغیرہ لے کر بالکل نشہ کی حالت میں رہتے ہیں اور اس کا نقصان یہ ہے کہ گھر ٹوٹ رہے ہیں بچے بگڑ رہے ہیں۔ اب گھریلو زندگی میں ہی مائیں بچوں کو کھانے پر بلاتی ہیں تو اول تو بات نہیں مانتے اور پھر آ جائیں تو اس وقت بھی ہاتھ میں فون یا اس قسم کی چیزیں ہوتی ہیں جس میں کھیلیں ہیں، فلمیں ہیں اور وہ ہر وقت اس کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پڑھائی کی طرف بعض بچے توجہ نہیں دیتے اور مائیں پھر فکر مند ہوتی ہیں۔ اب تو بعض عقل والے دنیادار بھی یہ کہنے لگ گئے ہیں کہ ان ایجادات سے ہمارے گھر کی اِکائی ختم ہوگئی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب میاں بیوی بچے آپس میں بیٹھے باتیں کرلیا کرتے تھے۔ پھر ٹی وی آیا تو ٹی وی اکٹھے بیٹھ کر دیکھنے لگ گئے۔ کچھ نہ کچھ ایک اکائی تھی گھر کی۔ لیکن اس کمپیوٹر، سیل فون یا آئی پیڈ یا انڈرائڈ (Android) وغیرہ یہ جو ساری چیزیں ہیں انہوں نے تو رشتوں کو علیحدہ کر دیا، رشتوں کو توڑ دیا ہے۔ گھر کی اکائی ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ تو یہ ایجادات ہر عقل مند کو پریشان کر رہی ہیں اور پھر ہمیں تو اور بھی زیادہ پریشان کرتی ہیں کہ بچوں، نوجوانوں بلکہ بڑوں کو بھی نمازوں کے اوقات کا ہوش نہیں رہتا۔ رات دیر تک ان چیزوں پر بیٹھے رہتے ہیں اور فجر کی نماز کے لئے ہی نہیں اٹھتے۔ جاگ ہی نہیں آتی ان کو۔ مرد ظہر عصر کام پر ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز نہیں پڑھ سکتے۔ مغرب عشاء پر ان لغویات میں ڈوبنے کی وجہ سے باجماعت نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ غرض کہ ان چیزوں نے جہاں فائدہ پہنچایا ہے وہاں ان کے نقصانات بھی ہیں۔ فائدہ بھی یقیناً ہے۔ ہم ایم ٹی اے اور دوسرے دینی پروگرام، جماعت کے پروگرام، معلوماتی پروگرام وغیرہ ان پر دیکھ لیتے ہیں۔ وہاں ان کے غلط استعمال سے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ فساد بھی پھیلا ہوا ہے۔ پس نئی ایجادات کا فائدہ بھی اس وقت تک ہے جب ان سے جائز فائدہ اٹھایا جائے۔ اب جلسوں پر بھی بعض لڑکے لڑکیاں جلسہ کے پروگرام سننے کی بجائے ان فونوں پر فون میسج کر رہے ہوتے ہیں یا کوئی اُوٹ پٹانگ چیز دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ بھی شکایات آتی ہیں۔ اب یہاں آئے جلسہ سننے کے لئے لیکن یہاں بھی ہاتھوں میں سیل فون ہیں تو جلسہ کے ماحول میں تو خالص ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ سیل فون اور آئی فون وغیرہ کی چاہت اتنی بڑھ گئی ہے کہ بعض بچے سات آٹھ نو سال کی عمر سے، نو سال تو زیادہ ہیں، بلکہ سات آٹھ سال کی عمر کے مجھے لکھتے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کو کہتے ہیں کہ ہمیں فون لے کر دیں اور وہ ہمیں انکار کر دیتے ہیں کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔ تو آپ بتائیں کہ کس عمر کے بچوں کو یہ فون استعمال کرنے چاہئیں۔ مجھ سے شاید اس لئے بھی پوچھتے ہیں کہ میں ہمدردی میں ان کو کہوں گا کہ ہاں اپنے ماں باپ کو کہو ضرور لے دیں اور پھر ان کو ایک لائسنس مل جائے گا۔ بہرحال میرا تو جواب یہی ہوتا ہے کہ بچوں کو سیل فون لے کر دینا ہی نہیں چاہئے۔ بعض پھر یہ بہانہ کر کے لکھتے ہیں کہ ہم نے سکول سے بعض ہنگامی حالت میں ماں باپ سے بات کرنی ہوتی ہے۔ اگر کوئی ہنگامی حالت ہو ایسی صورت پیدا ہو جائے تو سکول والے خود ہی اطلاع کر دیتے ہیں اس لئے اس قسم کے عذر بھی قابل غور نہیں ہیں۔ جو ماں باپ اپنے بچوں کو ان لغویات سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں وہ بہرحال قابل تعریف ہیں۔ ایسی بہت بڑی تعداد ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے ویسے بھی اب تحقیق یہی کہتی ہے کہ ایک گھنٹے سے زیادہ بچوں کو ٹی وی اور اس قسم کی سکرین وغیرہ کی دیکھنے والی چیزیں جو ہیں آئی پیڈ وغیرہ ان کو دیکھنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ ان سے نظریں خراب ہوتی ہیں بلکہ ان کی ڈویلپمنٹ متاثر ہوجاتی ہے۔ اس لئے بجائے اس کے کہ یہ چیزیں لے کر دیں بچوں کو کھلے میدان میں کھیلنے کی عادت ڈالیں یا پڑھنے کے وقت ان کو کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ تو بہرحال یہ الیکٹرونک ڈیوائسز (Electronic Devices) یا چیزیں جو ہیں بعض حالات میں نقصان دہ بھی ہیں۔ فائدہ مند بھی ہیں۔ اور اب تو اکثر ان کا استعمال نقصان دہ ہوتا جا رہا ہے اور ہمارے بڑوں، عورتوں اور بچوں کو بھی اس کے بے جا استعمال سے بچنا چاہئے اور بچوں کو تو خاص طور پر بچنا چاہئے۔ جب بڑے اس کا بے جا استعمال کر رہے ہوں گے تو بچے تو پھر غلط باتیں سیکھیں گے۔

> **”ہم نے دنیا کی لغویات اور برائیوں سے نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اگلی نسلوں کو بھی بچانا ہے۔“**

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماؤں کی ایک بڑی تعداد بچوں کی تربیت کا خیال رکھتی ہے اور کم از کم مجھے ملنے والی مائیں جو ہیں یا مجھے خطوط لکھنے والی مائیں جو ہیں ان سے یہی اظہار ہوتا ہے کہ وہ بچوں کے باپوں کی نسبت بچوں کی تربیت کے لئے زیادہ فکر مند ہیں اور فکر مندی کا اظہار کرتی ہیں کہ ان کی صحیح رنگ میں تربیت ہوسکے۔

آجکل کے ماحول میں جب بچے سکول میں بھی دوسرے بچوں سے دنیاوی باتیں زیادہ سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ سکول میں آزادی کے نام پر بعض غیر ضروری باتوں کی تعلیم بھی دی جاتی ہے جن کا بچوں کی اس عمر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی کہا جانے لگ گیا ہے کہ بچوں کو آزاد ماحول میں پلنے بڑھنے دینا چاہئے اور کوئی دین اور مذہب نہیں سکھانا چاہئے۔ بچہ خود بڑا ہو کر فیصلہ کرے گا کہ اس نے دین اختیار کرنا ہے یا نہیں اور کون سا دین اختیار کرنا ہے۔ تو جب ایسے حالات ہوں جب ہر طرف سے ایسا ماحول مل رہا ہو جو دنیا کی طرف لے جانے والا ہو تو ایسے میں اگلی نسل کی تربیت ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا دین دار ماں باپ کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ماحول اور تعلیمی درسگاہیں ماں باپ پر یہ پابندی لگانے لگ جائیں کہ بچوں کو دین نہیں سکھانا تو اس سے زیادہ خوفناک صورت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ کل کو یہ لوگ یہ کہہ دیں گے کہ اخلاق سکھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بچے بڑے ہو کر خود ہی اچھے اور برے اخلاق کا تعین کر لیں گے۔ تو یقیناً یہ بے چین کر دینے والی باتیں ہیں۔ ان دنیاداروں کی اپنی بات میں بھی تضاد ہے اور ان کے تضاد کی حالت یہ ہے کہ ایک طرف لامذہب بلکہ خدا کو بھی نہ ماننے والے لوگ مذہب کے خلاف بہت بولتے ہیں دوسری طرف یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مذہب نے اخلاق اور civilization بھی سکھائی ہے۔ تو بہرحال مذہب کا انکار کرنے کے باوجود مذہب کی بعض باتوں کے مانے بغیر ان کو چارہ نہیں ہے۔

ایسے ماحول میں ہم جو زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہم جو اس دعوے کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں کہ آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا تھا تا کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرے تا کہ دنیا کو دین اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کرے تو ہمیں تو بہت زیادہ اور محنت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے دنیا کی لغویات اور برائیوں سے نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا اگلی نسلوں کو بھی بچانا ہے اور ان کی ایسے طریق پر تربیت کرنی ہے کہ یہ جاگ آگے پھر لگتی چلی جائے اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل اللہ تعالیٰ کے انعامات سے فائدہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والی بھی ہو۔ اس کی عبادت کرنے والی بھی ہو۔ اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والی بھی بنتی چلی جائے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا صرف کھڑے ہو کر زبانی عہد کرنے سے گزارا نہیں ہوگا۔ ہم صرف زبانی عہد کرنے والے نہ ہوں بلکہ اس کی عملی تصویر ہوں اور یہ چیز نہ ہم، نہ ہماری نسلیں اپنے زور بازو سے کرسکتی ہیں بلکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا فضل چاہنے کے لئے اس کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ اس سے دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی عملی حالتوں کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنے عقائد کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔

پس ہر عورت جو ماں ہے اور ہر لڑکی جس نے انشاء اللہ تعالیٰ ماں بننا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس ماحول میں محض اور محض اپنے فضل سے بچوں کی ایسی تربیت فرمائے کہ ان میں سے ہر ایک دین کو دنیا پر مقدم کرنے والا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اولاد کی خواہش اور دعا صرف اس لئے نہ کرو کہ یہ ایک طبعی خواہش ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کی اولاد ہو اور صحت مند اولاد ہو۔ عورتیں تو خاص طور پر اس طبعی خواہش کے علاوہ اس وجہ سے بھی اولاد کے لئے فکر مند ہوتی ہیں کہ اولاد نہ ہو تو سسرال کی باتیں سننی پڑتی ہیں۔ بعض دفعہ خاوند کی طرف سے بھی سخت الفاظ سننے پڑتے ہیں۔ بلکہ بعض عورتوں کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے خاوند طلاق دینے کی یا سسرال طلاق دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں تو یہ طبعی خواہش بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے اور ان حالات میں تو خاص طور پر بالکل جائز ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر ایک مرد اور عورت کو اولاد کی خواہش اور اولاد ہونے کے بعد اس کی یہ فکر ہونی چاہئے کہ اولاد نیک، دیندار اور صالح ہو اور اس مقصد کو پورا کرنے والی ہو جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بنو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے فرمایا جس کا خلاصہ میں بیان کرتا ہوں کہ خود جب تک ماں باپ اس مقصد کو پورا نہیں کر رہے ہوں گے ان کی اولاد کے بارے میں یہ خواہش ایک فضول اور سطحی خواہش ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 370-371)

پس اپنا نمونہ ایک انتہائی ضروری چیز ہے اور جب اپنے نمونے قائم ہوں گے تو اولاد بھی ان نمونوں پر چلنے والی ہوگی۔

ایک جگہ اولاد کی تربیت کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی دعاؤں کی حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا“۔ فرماتے ہیں ”بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں۔“ فرماتے ہیں کہ ”جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض

(ترکی کی حالت زار پر تبصرہ اور مشورہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

قسط نمبر 3

مگر ایسی کوئی کوشش کرنے سے پہلے یہ سوال حل کرنا چاہئے کہ ان اقوام کو ترکی سے اس قدر نفرت کیوں ہے؟ کیونکہ جو خیالات ان کے ان فیصلوں کے محرک ہیں۔ انہیں کے دور کرنے سے کامیابی ہوسکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جرمن قوم جو جنگ کی اصل بانی ہے اور جس نے جنگ کے دوران میں انسانیت اور آدمیت کے تمام اصول کو پامال کر دیا تھا وہ صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا جو وہ بھی فرانس سے لیا ہوا تھا چھوڑ کر اور کسی قدر علاقہ پولینڈ کا آزاد کر کے پھر اسی طرح اپنے ملک پر قابض ہے۔ آسٹریا جو اس جنگ کا بانی تھا اپنے ملک میں اسی طرح حکومت کر رہا ہے اور صرف ان غیر علاقوں کو جو اس سے خود جدا ہونا چاہتے تھے جدا ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ بلغاریہ باوجود انتہائی درجہ کے مظالم اور غداری اور معاہدہ شکنی کے اپنے ملک پر قابض ہی نہیں بلکہ اسے سمندر کی طرف راستہ دینے کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ رومانیہ نے تین دفعہ ادھر سے ادھر پہلو بدلا مگر اور زیادہ علاقہ کا حق دار قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ترک جس نے خود یوروپین طاقتوں کے اقوال کے مطابق مجبور ہو کر جرمن دباؤ کے نیچے جنگ کی تھی اور جس نے جنگ کے دوران میں نہایت شرافت، نہایت دلیری اور بہادری سے کام کیا تھا اور بحیثیت قوم کسی قسم کا ظلم نہیں کیا اس کو ناقابل حکومت قرار دیا جا کر نہ صرف یہ کہ اسے اس کے دوسرے مقبوضات سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ جس ملک میں وہ بستا ہے اور دوسری آبادی اس قدر کم ہے کہ نہ ہونے کے برابر ہے اس میں بھی اس کی حکومت کو مٹانے کا مشورہ دیا جاتا ہے اور کم سے کم اسے کسی دوسرے اقتدار کے نیچے رکھنا تو ایک ایسی ضرورت سمجھی جاتی ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ آرمینیا کے قتل عام اس کی اصل وجہ ہیں۔ اور مسلمان اس اعتراض کا جواب دینے کی طرف سرعت سے متوجہ ہوتا ہے۔ مگر قطع نظر اس کے کہ یہ الزام خود ثبوت طلب ہے۔ کیونکہ ہسپانیہ میں بعض مسیحیوں کا خود ان کی مساجد میں جا کر ان کے دین کی ہتک کرنا اور بعض دفعہ کسی جوشیلے کے ہاتھ سے مارا جانا اور پھر اس کی قوم کا اسے مسلمانوں کا ظلم قرار دے کر یورپ میں شور مچانا اور اسی قسم کے اَور واقعات موجود ہیں جو ایسے الزامات کو غور و تحقیق کے بعد قبول کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ لیکن ان کو صحیح تسلیم کر کے بھی دیکھا جاتا ہے کہ اسی قسم کے مظالم اَور حکومتوں میں بھی ہیں۔ روس میں جو کچھ یہود سے ہوتا رہا ہے وہ آرمینیا کے قتل عام سے کم نہیں بلکہ بہت زیادہ ہے۔ اب بالشویک جو کچھ کر رہے ہیں۔ سب دنیا اس پر انگشت بدندان ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی انہوں نے قتل کر دیئے ہیں اور ایسے مظالم سے کام لیتے ہیں کہ عقل دنگ ہو جاتی ہے اور طبیعت صحیح تسلیم کرنے سے رکتی ہے۔ مگر باوجود اس کے واقعات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مگر وہی حکومتیں جو ترکی سلطنت کے قیام کے خلاف ہیں روس کے ملک میں دخل دینے سے نہ صرف یہ کہ خود علیحدہ ہیں بلکہ برطانیہ جو اس ظلم کو برداشت نہیں کر سکتا اس کے راستہ میں بھی روک ڈالتی ہیں۔ اور عملی مدد تو الگ رہی روس کا بائیکاٹ تک کرنے کے لئے تیار نہیں۔ امریکہ جو اس وقت لوائے حریت کا حامل ہے اور سب سے زیادہ انصاف و عدل کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے پریذیڈنٹ ولسن کہتا ہے کہ اگر اس جنگ کے بعد ترکی حکومت قائم رہے تو گویا اس جنگ کی غرض ہی فوت ہوگئی۔ خود اس کے ملک میں ہم دیکھتے ہیں کہ مذہب کے وسیع اختلافات کی وجہ سے نہیں، کالے اور گورے رنگ کے فرق سے ایسے ایسے مظالم ہو جاتے ہیں کہ حیرت آتی ہے۔ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ وکسبرگ میں لائڈ کلے نامی ایک انیس سالہ حبشی لڑکا جو کسی الزام کے ماتحت حوالات میں تھا اور جو بعد کی تحقیق سے بالکل بے گناہ ثابت ہوا اسے عام آبادی نے قید خانہ توڑ کر نکال لیا۔ اور پندرہ سو شہری اسے عذاب دینے کے لئے جمع ہوئے۔ ایک درخت پر اسے لٹکا دیا گیا اور بالکل ننگا کر دیا گیا۔ بعض نے مشورہ دیا کہ اسے قتل کر دیا جاوے۔ مگر دوسروں نے کہا نہیں اسے آہستہ آہستہ مرنے دو۔ اور پہلے مٹی کا تیل اس کے بدن کو ملا گیا۔ پھر لکڑیوں کا انبار لگا کر پٹرول اوپر ڈال کر اسے جلایا گیا۔ اس کے چیخنے اور چلانے اور آہ و فریاد کرنے کو ایک پر لطف تماشہ سمجھ کر عورت و مرد نے ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ نظارہ دیکھا۔ اور جب اس کی لاش اتاری گئی تو وہ رسیاں جس سے وہ بندھا ہوا تھا ان کے ٹکڑے بطور یادگار کے لوگوں نے اپنے پاس رکھے۔ اور اس درخت کو جس سے وہ لٹکایا گیا تھا ایک مقدس یادگار قرار دیا گیا۔ پھر ابھی پچھلے ماہ میں ہی نسکیگو میں حبشیوں پر جو کچھ ظلم کئے گئے ہیں اخبارات میں شائع ہوتے ہی رہے ہیں اس کی وجہ کیا تھی؟ صرف یہ کہ ایک حبشی لڑکا جھیل کے کنارہ پر غلطی سے اس حصہ پر چلا گیا تھا جو سفید رنگ کی آبادی کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اس پر سفید آبادی نے اس پر پتھروں کا مینہ برسایا اور اس واقعہ سے وہ خطرناک آگ بھڑک اٹھی جس نے پچھلے دنوں تمام دنیا کو حیرت میں ڈالے رکھا تھا۔ انہی واقعات پر پریذیڈنٹ ولسن کو ایک دفعہ کہنا پڑا تھا کہ جب کہ ہم اپنی ڈیموکریسی کو یہ ثابت کر کے کہ وہ کمزوروں کے لئے باعث حفاظت نہیں ہے ذلیل کر رہے ہیں تو دوسروں کے سامنے ڈیموکریسی کیونکر پیش کر سکتے ہیں۔

> **میں یہ دیکھتا ہوں کہ مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی مذہب زیادہ آزادی کی طرف قدم اٹھاتا ہے اسی قدر وہ اسلام کا دشمن بن جاتا ہے۔**

پس ایسے مظالم سے تو سوائے برطانیہ کے غالباً کوئی ملک بھی پاک نہیں ہے۔ خود برطانیہ کے ان حصوں میں جن میں برطانیہ اندرونی نظم و نسق میں دخل نہیں رکھتا۔ ایسے واقعات ہو جاتے ہیں جو قابل افسوس ہوتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ترکوں کو ان واقعات کی وجہ سے امریکہ یا دیگر حکومتیں قابل نفرت خیال کریں۔

اگر کہا جائے کہ لالچ سے ایسا کیا جاتا ہے درست نہیں کیونکہ امریکہ کو کوئی لالچ نہیں۔ کم سے کم امریکہ کوئی حصہ اپنے لئے لینے کے لئے تیار نہیں۔

پس معلوم ہوتا ہے کہ اس نفرت کا باعث کچھ اَور ہے اور وہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ترک مسلمان کہلاتے ہیں؟ میرا مطلب اس سے یہ نہیں کہ ترک چونکہ مسلمان ہیں اور امریکہ یا فرانس اور دیگر طاقتیں عیسائی ہیں اس لئے ترکوں سے نفرت کرتی ہیں۔ کیونکہ مسیحی تو انگریز بھی ہیں مگر وہ ترکوں سے اس قسم کی نفرت نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہیں اور ان کے احساسات کا خیال رکھتے ہیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ امریکہ اور فرانس مسیحی ہیں یہ بھی درست نہیں۔ مغربی ممالک میں عموماً تعلیم یافتہ لوگ مسیحیت سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے اور یا تو لوگ دہریت کی طرف مائل ہیں یا بعض عقلی مذاہب کی اتباع کرتے ہیں۔ پس بلحاظ مذہب کے وہ مسیحیت سے بھی علیحدہ ہیں اور اسلام سے خاص تعصب کی ان کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ پس یہ نفرت اس لئے نہیں کہ وہ مسیحی ہیں اور ترک مسلمان۔ مذہب کی حقیقت ان لوگوں کے دلوں میں اس قدر نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے ایسا شدید تعصب رکھیں۔

میرا مطلب اس بات کے کہنے سے کہ ترکوں سے اس لئے نفرت کی جاتی ہے کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں یہ ہے کہ ان ممالک کے لوگوں کو اسلام سے اس قدر بُعد ہے۔ اور آباء و اجداد سے ان کے دل میں اسلام کی نسبت اس قدر بدظنیاں بٹھائی گئی ہیں کہ وہ اسلام کو ایک عام مذہب کے طور پر خیال نہیں کرتے بلکہ ایک ایسی تعلیم خیال کرتے ہیں جو انسان کو انسانیت سے نکال کر جانور اور وہ بھی وحشی جانور بنا دیتی ہے۔ ان کے نزدیک اسلام ایسی وحشیانہ تعلیم دیتا ہے کہ اس کی موجودگی میں رحم اور انصاف دل میں پیدا ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ وہ لوگ طبعاً اپنے مذہب یا اپنے خیال کے سوا ہر ایک مذہب اور عقیدہ کو غلط اور جھوٹا سمجھتے ہیں جیسا کہ ہر مذہب کے لوگوں کا حال ہے مگر اسلام کے سوا دوسرے مذاہب سے وہ ڈرتے نہیں ان سے نفرت نہیں کرتے۔ وہ ان کے ماننے والوں کو غلطی خوردہ سمجھتے ہیں مگر قابل نفرت نہیں سمجھتے مگر اسلام سے وہ خوف کھاتے ہیں۔ اس کی ترقی کو تہذیب و شائستگی کے راستہ میں روک ہی نہیں خیال کرتے بلکہ خود انسانیت کے لئے اُسے مہلک یقین کرتے ہیں۔ اس لئے وہ جہاں دوسرے مذاہب کے پیروؤں پر رحم کرتے ہیں۔ اسلامی حکومتوں کو ناقابل علاج اور متعدی مریضوں کی طرح سوسائٹی اور تہذیب کے لئے مہلک خیال کر کے اس کے مٹ جانے یا مٹا دینے کو پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ کیا اس شخص یا قوم کا جو دوسروں کے لئے بھی ہلاکت کا موجب ہو خود مٹ جانا مناسب نہیں؟ ضرور ہے۔ پس مغربی ممالک کے باشندے فرض منصبی کے طور پر بلکہ باقی دنیا پر رحم کر کے پسند کرتے ہیں کہ یہ خطرناک مرض جو اسلامی حکومت کے نام سے مشہور ہے دنیا سے اٹھ ہی جائے تو بہتر ہے۔

> **یہ کہنا کہ امریکہ یا کوئی اور ملک ترکوں کا دشمن ہے غلط ہے۔ وہ اسلام کا دشمن ہے۔ نہ بوجہ اس مذہب سے تعصب کے جس پر وہ قائم ہے بلکہ بوجہ اس ناواقفیت کے۔ نہیں، بلکہ غلط واقفیت کے جو اسے اسلام کے متعلق ہے۔**

یہ میرا خیال ہی نہیں بلکہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں کہ اس کے سوا ترکوں سے خاص سلوک کی کوئی وجہ نہیں۔ اور مجھے اس امر کے متعلق خاص علم حاصل ہے کیونکہ میں ایک ایسی جماعت کا امام ہوں جس کا کام ہی تبلیغ اسلام ہے اور جسے اپنے کام کے چلانے کے لئے ہر ایک ملک کے مذہبی حالات معلوم رکھنے پڑتے ہیں۔ اور میں یہ دیکھتا ہوں کہ مغربی ممالک میں سے جتنا کوئی مذہب زیادہ آزادی کی طرف قدم اٹھاتا ہے اسی قدر وہ اسلام کا دشمن بن جاتا ہے۔ کیونکہ آزادی اسے ہمدردی کی طرف مائل کرتی ہے اور اسلام کی بیخ کنی میں وہ دنیا کی ہمدردی پاتا ہے۔ امریکہ اور یورپ میں مسیحیت کی جو حالت ہے وہ پادریوں کے رسالہ پڑھنے سے خوب ظاہر ہو جاتی ہے۔ پانچ فیصدی آدمی بھی نہیں جو ترقی یافتہ ممالک میں فی الواقع مسیحی کہلانے کے مستحق ہوں ایک کثیر حصہ مسیحیت سے متنفر ہے مگر باوجود اس کے وہ دیگر ممالک میں تبلیغ مسیحیت کے لئے کروڑوں روپیہ دیتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ مسیحیت میں داخل ہو جانے سے ان ممالک کے باشندوں کے جسم ظلم سے بچ جاویں گے اور وہ جہالت سے نجات پا جاویں گے نہ اس لئے کہ ان کی روح کو کوئی خاص راحت حاصل ہو جاوے گی۔ مگر اسلامی ممالک میں تبلیغ کے کام میں وہ اور بھی جوش سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اس ذریعہ سے ایک حصہ مخلوق بہیمیت کا جامہ اتار کر انسانیت کا جامہ پہن لے گا۔ پس یہ کہنا کہ امریکہ یا کوئی اور ملک ترکوں کا دشمن ہے غلط ہے وہ اسلام کا دشمن ہے۔ نہ بوجہ اس مذہب سے تعصب کے جس پر وہ قائم ہے بلکہ بوجہ اس ناواقفیت کے۔ نہیں، بلکہ غلط واقفیت کے جو اسے اسلام کے متعلق ہے۔ بے شک دوسرے ممالک میں بھی ظلم ہوتے ہیں۔ بے شک امریکہ کا مہذب سفید رنگ کا آدمی بھی کبھی انسانیت کا جامہ اتار دیتا ہے۔ بے شک روس کے باشندے ظلم و ستم کی انتہائی حد کو پہنچ جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ ایسے مذاہب کے پابند ہیں جو رحم کی تعلیم دیتے ہیں جو اخلاق کو درست کرتے ہیں۔ مذہبی حیثیت سے خواہ وہ کتنے ہی گرے ہوئے ہوں۔ مگر اخلاق اور انسانیت کی تعلیم تو ان میں موجود ہے جو ان کے پیروؤں کی روح کی حفاظت کرتی ہے اور ان کو ہمیشہ اوپر اٹھائے رکھتی ہے۔ پس ان کے جوش اور ان کے مجنونانہ افعال صرف بہیمیت کا ایک منفرد شعلہ ہوتے ہیں۔ لیکن اسلام (نعوذ باللہ من ذالک) تو اپنے پیروؤں کی طبیعت کو بدل دیتا ہے اور فطرت انسانیت سے فطرت بہیمیت پر قائم کر دیتا ہے۔ اس کے پیرو کوئی نیکی کر ہی کیونکر سکتے ہیں اور اگر ان سے کوئی نیکی ہوتی بھی ہے تو وہ اسلام کی تعلیم کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ بلکہ مغربی تمدن سے ملاپ کا نتیجہ۔ اس لئے ترکوں کے مظالم اور مغربی ممالک کے بعض مجنونانہ افعال کا مقابلہ ہی کیا ہے۔ ان دونوں کا مقابلہ ایسا ہی غلط ہے جیسا کہ ایک طبیب اور ایک متطبیب کا مقابلہ۔ اس بناء پہ کہ دونوں کے ہاتھوں سے مریض مرتے بھی ہیں اور شفاء بھی پاتے ہیں۔ کیونکہ اول الذکر کے ہاتھوں میں مریضوں کا شفا پانا مطابق قاعدہ ہے گو کبھی بطور استثناء موت بھی واقع ہو جاوے اور مؤخر الذکر کے ہاتھوں سے مریضوں کے مرجانے کا قاعدہ ہے گو کبھی استثنائی طور پر شفا بھی ہو جاوے اور اگر کوئی ایسی مثالیں مل سکیں کہ مسلمانوں نے ظلم نہ کیا ہو تو کیا شیر جسے پنجرہ میں رکھا گیا ہو شکار کر سکتا ہے؟ وہ ضرور کسی بیرونی دباؤ کا نتیجہ ہیں کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک شخص کو اسلام کی تعلیم دی جاوے اور پھر وہ آدم خور درندہ نہ بن جاوے۔ اور بنی نوع انسان کے لئے مضر وجود ثابت نہ ہو۔

یہ وہ خیالات ہیں جو اسلام کی نسبت مغربی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور یہ وہ خیالات ہیں کہ جب تک ان ممالک میں پھیلے رہیں گے اس وقت تک مسلمان کہلانے والوں کو انصاف حاصل نہ ہونے دیں گے۔

(باقی آئندہ)

پہلے نورڈک جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

پیارے احباب جماعت احمدیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ جماعت ہائے احمدیہ سکینڈے نیویا کو اپنا پہلا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور شاملین کو اس جلسہ سے روحانی اور دینی استفادہ کرنے کی بھرپور توفیق بخشے۔ جیسا کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ کے بارہ میں بتایا ہے کہ یہ خالصتاً دینی اجتماع ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ احباب جماعت تقویٰ اور روحانیت میں ترقی کریں۔ اور یہی جماعت کے قیام کا مقصد ہے، آپ کے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو۔ آپس میں اخوّت و پیار و محبت پیدا کریں۔ آپ کی تمام فکریں دنیا کی طرف نہ ہوں بلکہ دین میں ترقی مقصد ہو۔ اس سے دنیا بھی ملے گی اور دین بھی ملے گا۔ اس لئے جو جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں، اس مقصد کو مدّنظر رکھیں اور ہر احمدی اپنے آپ کو تقویٰ میں بڑھانے کے لئے جدوجہد کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىهَا وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىهَا (الشمس:10) جس کا مطلب یہ ہے کہ نجات پا گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کرلیا اور خائب اور خاسر ہو گیا وہ شخص جو اس سے محروم رہا۔ اس لئے اب تم لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ تزکیہ نفس کس کو کہا جاتا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ایک مسلمان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے اور جیسے زبان سے خدا تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے، ایسے ہی عملی طور پر اس کو دکھانا چاہئے اور اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی اور ملائمت سے پیش آنا چاہئے اور اپنے بھائیوں سے کسی قسم کا بھی بغض، حسد اور کینہ نہیں رکھنا چاہئے اور دوسروں کی غیبت کرنے سے بالکل الگ ہونا چاہئے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ یہ معاملہ تو ابھی دُور ہے کہ تم لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے خود رفتہ اور محو ہو جاؤ کہ بس اسی کے ہو جاؤ اور جیسے زبان سے اس کا اقرار کرتے ہو عمل سے بھی کر کے دکھاؤ۔ ابھی تو تم لوگ مخلوق کے حقوق کو بھی کماحقہ ادا نہیں کرتے۔ بہت سے ایسے ہیں جو آپس میں فساد اور دشمنی رکھتے ہیں اور اپنے سے کمزور اور غریب شخصوں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور بدسلوکی سے پیش آتے ہیں اور اپنے دلوں میں بغض اور کینہ رکھتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم آپس میں ایک وجود کی طرح بن جاؤ۔ اور جب تم ایک وجود کی طرح ہو جاؤ گے، اس وقت کہہ سکیں گے کہ اب تم نے اپنے نفسوں کا تزکیہ کرلیا۔ کیونکہ جب تک تمہارا آپس میں معاملہ صاف نہیں ہوگا، اس وقت تک خدا تعالیٰ سے بھی معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ گو ان دونوں قسم کے حقوق میں بڑا حق خدا تعالیٰ کا ہے۔ مگر اس کی مخلوق کے ساتھ معاملہ کرنا یہ بطور آئینہ کے ہے۔ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کر سکتا۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 72-73)

پس آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک وجود کی طرح بننے کے سامان پیدا فرمائے ہیں اور خلافت کی نعمت سے نوازا ہے۔ یہ حبل اللہ ہے، جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامنے کے نتیجہ میں ہی تم ایک وجود بن سکتے ہو۔ اس لئے آپ خلافت احمدیہ کی قدر کریں۔ خلیفہ وقت کے ساتھ اپنے تعلق کو مظبوط بنائیں۔ اس کی باتوں کو غور سے سنیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی حتی الوسع کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔

ایک اور اہم بات جس کی طرف سکینڈے نیوین ممالک کے بسنے والے احمدیوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اسلام احمدیت کے پیغام کو ان ملکوں میں پھیلائیں۔ اس کے لئے سب سے اہم آپ کا عملی نمونہ ہے۔ اپنے نیک نمونے کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو اسلام احمدیت کے لئے جیتنے کی کوشش کریں۔ جب تک آپ کا عملی نمونہ نہیں ہوگا، آپ لاکھ تبلیغ کریں۔ اسلام کی خوبیاں بیان کریں، وہ نتیجہ سامنے نہیں آئے گا جو آپ کے عمدہ نمونہ کے نتیجہ میں ظاہر ہوگا۔ پس میں جو بار بار تقویٰ اختیار کرنے، روحانیت میں بڑھنے، خدا تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہوں، یہ اسی لئے ہے کہ جب آپ ان چیزوں میں ترقی کریں گے تو لوگ خود بخود اسلام احمدیت کی طرف مائل ہوتے چلے جائیں گے۔ بہت سے نئے احمدی ہونے والوں سے آپ پوچھیں تو وہ بھی آپ کو یہی بتائیں گے کہ احمدیت کے بھائی چارہ کو دیکھ کر، ان کے نمونہ کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ پس تبلیغ بھی کریں، لیف لیٹس کی تقسیم اور نمائشوں کے انعقاد کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچائیں اور عملی طور بھی اپنا نیک نمونہ پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اس کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نیکی اور تقویٰ میں ترقی دے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

(دستخط)

خلیفۃ المسیح الخامس

پہلے نورڈک جلسہ سالانہ کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

منعقدہ مورخہ 21 تا 23 ستمبر 2018ء بمقام اوسلو۔ ناروے

(رپورٹ: نعمت اللہ بشارت۔ مبلغ سلسلہ ڈنمارک)

نورڈک ممالک معاشرتی اور ثقافتی، مذہبی اور علاقائی زبانوں کے لحاظ سے کئی پہلوؤں سے باہمی اشتراک رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کے باسیوں اور حکومتوں کے تعلقات بھی صدیوں پر محیط چلے آتے ہیں۔ 1397 تا 1523 ۔ Kalmarunionen نامی ایک معاہدہ کے تحت ناروے، سویڈن، اور ڈنمارک بشمول فن لینڈ اور آئس لینڈ، کی حکمرانی ایک ہی بادشاہ کے تابع رہی۔

جماعتی لحاظ سے سکینڈے نیوین ممالک میں تبلیغ اسلام و احمدیت کا باقاعدہ آغاز جرمنی مشن کی نگرانی میں 1956ء میں ہوا۔ اس ابتدائی دور میں ایک ہی مبلغ سلسلہ سکینڈے نیوین ممالک کے مشنری انچارج کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ جماعتی لحاظ سے سکنڈے نیوین ممالک کے احمدی احباب کے باہمی تعلقات کو فروغ دینے اور تعلیمی، تربیتی اور تبلیغی تجربات سے مستفیض ہونے کے لئے 1990ء کی دہائی تک تمام ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات اکھٹے منعقد ہوتے رہے۔ تاہم بعد میں یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ البتہ 2005ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلافت پر متمکن ہونے کے بعد سکینڈے نیوین ممالک کے پہلے تاریخی دورہ کے موقع پر پہلا سکینڈے نیوین جلسہ سالانہ گوٹن برگ میں منعقد ہوا۔ جس میں ازراہ شفقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خود شرکت فرمائی اور خطاب سے نوازا۔

امسال نورڈک ممالک کے امرائے کرام مکرم مامون الرشید صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن، مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک، مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے اور مکرم عطاء الغالب صاحب صدر جماعت احمدیہ فن لینڈ نے مشترکہ جلسہ کو از سرِنو جاری کرنے کے لئے اتفاق رائے سے یہ تجویز کیا کہ آئندہ سے نہ صرف سکینڈے نیویا بلکہ نورڈک ممالک ہر تین سال کے بعد اپنا ایک مشترکہ جلسہ منعقد کیا کریں جس کی مہمان نوازی باری باری مختلف ممالک کریں۔ نیز یہ کہ پہلا نورڈک جلسہ سالانہ ناروے میں منعقد ہو۔ چنانچہ امرائے کرام کی طرف سے یہ تجویز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کی گئی جسے حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس میں آئس لینڈ کو بھی شامل کرلیا گیا۔

حضور انور کی منظوری کے بعد امرائے کرام کے باہمی مشوروں سے جلسہ کے تمام انتظامات کا طریق کار اور پروگرام تشکیل پایا۔ جس میں جلسہ کے قریباً ہر شعبہ میں پانچوں ممالک کے رضا کاران نے حصہ لیا۔ اسی طرح اس موقع پر تلاوت قرآن کریم، منظوم کلام اور علمی تقاریر میں بھی ہر ملک کی نمائندگی کو مدّنظر رکھا گیا۔ البتہ بعض شعبہ جات جیسے ٹرانسپورٹ اور رہائش میں خدمات کی توفیق ناروے جماعت کو ملی۔ فجزاہم اللہ

جمعۃ المبارک سے نورڈک جلسہ سالانہ کا آغاز

جمعۃ المبارک کا آغاز اجتماعی نماز تہجد سے ہوا جو صبح پانچ بجے ادا کی گئی۔ نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد درس القرآن کا سلسلہ جلسہ سالانہ کے باقی ایام میں بھی جاری رہا۔ جس میں مسجد بیت النصر کے قرب وجوار میں مقیم مہمانان کرام اور مقامی احباب کثرت سے شامل ہوتے رہے۔ جبکہ بعض احباب ایک گھنٹہ یا نصف گھنٹہ کی مسافت طے کر کے بھی نماز تہجد میں شامل ہونے کی توفیق پاتے رہے۔

جلسہ کے مہمانوں کی اکثریت جمعرات کی شام تک ناروے پہنچ چکی تھی تاہم بعض مہمانوں کی آمد کا سلسلہ لوائے احمدیت لہرانے کی تقریب تک جاری رہا۔ اور شعبہ آمد و رفت کے کارکنان نہایت مستعدی کے ساتھ مہمانوں کا استقبال کرنے اور انہیں ان کی قیام گاہوں تک پہنچانے میں مصروف عمل رہے۔

پرچم کشائی

جمعۃ المبارک کے روز 12 بج کر پچاس منٹ پر لوائے احمدیت لہرانے کی پُروقار تقریب منعقد ہوئی، جس میں شمولیت کے لئے کثیر تعداد میں احباب مسجد بیت النصر کے خوبصورت لان میں جمع ہو چکے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس جلسہ سالانہ کے لئے مکرم اظہر حنیف صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر جماعت احمدیہ امریکہ کی منظوری بطور مہمان مقرر عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ آپ نے عین وقتِ مقررہ پر لوائے احمدیت فضا میں بُلند کرنے کی سعادت حاصل کی جبکہ مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب امیر جماعت ناروے نے ناروے کا جھنڈا بلند کیا۔ اس کے ساتھ ہی دیگر نورڈک ممالک کے جھنڈے بھی لہرائے گئے۔ مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک، مکرم مامون الرشید صاحب امیر جماعت سویڈن، مکرم عطاء الغالب صاحب صدر جماعت فن لینڈ اور مکرم منصور احمد ملک صاحب صدر جماعت آئس لینڈ نے اپنے اپنے ممالک کے جھنڈے لہرائے۔ ازاں بعد مکرم اظہر حنیف صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔

پرچم کشائی کے بعد تمام حاضرین مسجد میں نماز جمعہ کے لئے پہنچ گئے۔ ایک بج کر پندرہ منٹ پر دوسری اذان کے بعد مکرم اظہر حنیف صاحب نے انگلش اور اردو دونوں زبانوں میں خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ اور نماز عصر پڑھائیں۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ وہ جلسہ کے بابرکت ایام ذکر الٰہی میں گزاریں۔ اور تمام پروگراموں میں شامل ہونے کی بھرپور کوشش

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اطاعت اور اخلاص و وفا کے پیکر بدری اصحاب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ثابت بن خالد انصاری، حضرت عبداللہ بن عرفطہ، حضرت عتبہ بن عبداللہ، حضرت قیس بن ابی صعصعہ، حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنھم کی سِیَرِ مبارکہ کا تذکرہ

انڈونیشیا کے ایک دیرینہ خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ، واقفِ زندگی، مبلغ سلسلہ، سابق رئیس التبلیغ اور پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا کے طور پر خدمات بجالانے والے محترم سیوطی احمد عزیز صاحب کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 30 رنومبر 2018ء بمطابق 30 رنبوت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج جن صحابہ کا ذکر کروں گا ان میں سے پہلے حضرت ثابت بن خالد انصاری ہیں۔ یہ قبیلہ بنو مالک بن نجار میں سے تھے۔ غزوۂ بدر اور احد میں شامل ہوئے اور جنگ یمامہ میں بھی شامل ہوئے اور اسی جنگ میں یہ شہید ہوئے۔ بعض کے نزدیک بئرِ معونہ کے واقعہ میں موقع پر شہید ہوئے۔

(استیعاب جلد 1 صفحہ 198 مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)

پھر حضرت عبداللہ بن عرفطہ ہیں۔ آپ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کے ہمراہ ہجرت حبشہ میں شامل ہوئے تھے اور ایک روایت جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی کی طرف بھیجا تھا اور ہم لوگ اسّی کے قریب تھے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 201 حدیث 4400 مسند عبداللہ بن مسعودؓ مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

حضرت عبداللہ بن عرفطہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

(استیعاب جلد 3 صفحہ 949 عبداللہ بن عرفطہؓ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)

پھر حضرت عتبہ بن عبداللہ ہیں۔ ان کی والدہ کا نام بُسرہ بنت زید تھا۔ بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر اور احد میں یہ شریک ہوئے تھے۔

(استیعاب جلد 3 صفحہ 1026 عتبہ بن عبداللہؓ مطبوعہ دار الجیل بیروت 1992ء)، (الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 430 عتبہ بن عبداللہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت قیس بن ابی صعصعہ ہیں۔ یہ انصاری تھے۔ حضرت قیسؓ کے والد کا نام عمرو بن زید تھا لیکن وہ اپنی کنیت ابوصعصعہ سے مشہور تھے۔ حضرت قیسؓ کی والدہ کا نام شَیبہ بنت عاصم تھا اور حضرت قیس ستر انصار کے ساتھ بیعت عقبہ میں شامل ہوئے تھے اور غزوۂ بدر اور احد میں شامل ہونے کا بھی ان کو شرف حاصل ہوا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 392 قیس بن ابی صعصعۃؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

غزوۂ بدر کے لئے روانہ ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کے ساتھ مدینہ سے باہر بیوت السُّقیا کے پاس قیام کیا اور کم عمر بچے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کے شوق میں ساتھ چلے آئے تھے وہاں سے واپس کئے گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ چاہ سُقیا سے پانی لائیں۔ آپؐ نے اس کا پانی پیا پھر آپؐ نے سُقیا کے گھروں کے پاس نماز ادا کی۔ سُقیا سے روانگی کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیس بن ابی صعصعہ کو مسلمانوں کی گنتی کرنے کا حکم دیا۔ اس موقع پر ان کو پانی پر نگران بھی مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بئر ابی عِنَبَہ جو مسجد نبوی سے تقریباً ڈھائی کلومیٹر کے فاصلے پر تھی اس کے پاس قیام کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گنتی کرو کتنے ہیں تو حضرت قیسؓ نے گنتی کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کی تعداد 313 ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خوش ہوئے اور فرمایا کہ طالوت کے ساتھیوں کی بھی اتنی ہی تعداد تھی۔ سُقیا کے متعلق یہ نوٹ لکھا ہے کہ مسجد نبوی سے اس کا فاصلہ دو کلومیٹر کے قریب تھا اور اس کا پرانا نام حُسَیکہ تھا۔ حضرت خلادؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حُسَیکہ کا نام بدل کر سُقیا رکھ دیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں سُقیا کو خرید لوں لیکن مجھ سے پہلے ہی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اسے دو اونٹوں کے عوض خرید لیا اور بعض کے مطابق سات اوقیہ یعنی دو سو اسّی درہم کے عوض خریدا گیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس بات کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کا سودا بہت ہی نفع مند ہے۔

(السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ از محمد بن محمد بن سویلم جلد 2 صفحہ 124۔ از مکتبۃ الشاملۃ)، (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 23، 25 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1993ء)، (یوم الفرقان اسرار غزوۂ بدر از الدکتور مصطفیٰ حسن البدوی صفحہ 124 مطبوعہ دار المنہاج بیروت 2015ء)، (امتاع الاسماع جلد 8 صفحہ 341 دار الکتب العلمیہ بیروت 1999ء)، (کتاب المغازی للواقدی جلد اول صفحہ 37–38 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2013ء)

اسی طرح غزوۂ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساقہ کی کمان آپ کے سپرد فرمائی تھی۔ ساقہ لشکر کا وہ دستہ ہوتا ہے جو پیچھے حفاظت کی غرض سے چلتا ہے۔ ایک دفعہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں کتنی دیر میں قرآن کریم کا دَور کیا کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پندرہ راتوں میں۔ حضرت قیسؓ نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ میں اس سے زیادہ کی توفیق پاتا ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک کر لیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنے آپ میں اس سے بھی زیادہ کی توفیق پاتا ہوں۔ پھر انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت کی یہانتک کہ جب آپ بوڑھے ہو گئے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھنے لگے تو آپ نے پندرہ راتوں میں دور مکمل کرنا شروع کر دیا۔ تب یہ کہا کرتے تھے کہ کاش میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا۔

(اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 408 قیس بن ابی صعصعۃؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2003ء) (تاج العروس زیر مادہ سوق)

حضرت قیسؓ کے دو بچے اَلفاکِہ اور ام حارث تھے۔ ان دونوں کی والدہ امامہ بنت معاذ تھیں۔ حضرت قیسؓ کی نسل آگے نہ چل سکی۔ حضرت قیسؓ کے تین بھائی تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا لیکن وہ بدر میں شامل نہ تھے۔ ان میں سے حضرت حارثؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور حضرت ابوکلابؓ اور حضرت جابرؓ بن ابی صعصعہ نے غزوۂ موتہ میں جام شہادت نوش کیا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد 3 صفحہ 392 قیس بن ابی صعصعہؓ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

پھر حضرت عبیدہ بن حارث ایک صحابی تھے۔ حضرت عبیدہ بن الحارث جو بنو مطلب میں سے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 123–124)

ان کا تعلق قبیلہ بنو مطلب سے تھا۔ ان کی کنیت ابوحارث جبکہ بعض کے نزدیک ابومعاویہ تھی۔ والدہ کا نام سُخَیلہ بنت خُزاعی تھا۔ حضرت عبیدہؓ عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال بڑے تھے۔ یہ ابتدائی ایمان لانے والوں میں شامل تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپؓ ایمان لے آئے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ، حضرت ابوسلمہ بن عبداللہ اسدی، حضرت عبداللہ بن ارقم مخزومی اور حضرت عثمان بن مظعون ایک ہی وقت میں ایمان لائے تھے۔ حضرت عبیدہؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک خاص قدرومنزلت رکھتے تھے۔ حضرت عبیدۃ بن حارث نے ابتدا میں اسلام قبول کیا اور آپ بنوعبدمناف کے سرداروں میں سے تھے۔

(اسدالغابہ جلد5 صفحہ 547 عبیدہ بن الحارثؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)، (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد 4 صفحہ 353 عبیدہ بن الحارثؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1995ء)

حضرت عبیدہ بن حارث نے اپنے دو بھائیوں حضرت طفیل بن حارث اور حضرت حُصَین بن حارث کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور ان کے ساتھ حضرت مِسطح بن اُثاثہ بھی تھے۔ سفر سے پہلے طے پایا کہ یہ لوگ وادیٔ ناجح میں اکٹھے ہوں گے لیکن حضرت مِسطح بن اُثاثہ پیچھے رہ گئے کیونکہ ان کو سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اگلے دن ان کو حضرت مسطح کے ڈسے جانے کی اطلاع ملی لہٰذا یہ لوگ واپس گئے اور انہیں ساتھ لے کر مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں یہ لوگ حضرت عبدالرحمٰن بن سلمہ کے ہاں ٹھہرے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ 37 عبیدہ بن الحارثؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث اور حضرت عمیر بن الحُمام کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ حضرت عبیدہ بن الحارث اور حضرت عمیر بن الحُمام دونوں غزوۂ بدر میں شہید ہوئے۔

(استیعاب جلد3 صفحہ 1214 عمیر بن الحمامؓ مطبوعہ دارالجیل 1992ء)

ان کے دو بھائی حضرت طفیل بن حارث اور حضرت حُصَین بن حارث بھی غزوۂ بدر میں آپؓ کے ساتھ شریک تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد3 صفحہ 38–39 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1990ء)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آ کر کفار کے شر سے بچنے کے لئے اور مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے کچھ تدابیر اختیار فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ سیاسی قابلیت اور جنگی دوربینی کی ایک بین دلیل ہے۔ اسی کا ذکر کرتے ہوئے سیرت خاتم النبیین میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس طرح تحریر کیا ہے کہ:

''تاریخ سے ثابت ہے کہ پہلا دستہ ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبیدہ بن الحارث کی سرداری میں روانہ فرمایا تھا اور جس کا عکرمہ بن ابوجہل کے ایک گروہ سے سامنا ہو گیا تھا اس میں مکہ کے دو کمزور مسلمان جو قریش کے ساتھ ملے ملائے آ گئے تھے، قریش کو چھوڑ کر مسلمانوں میں آ ملے تھے چنانچہ روایت آتی ہے کہ... ''اس مہم میں جب مسلمانوں کی پارٹی لشکر قریش کے سامنے آئی تو دو شخص مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان جو بنوزہرہ اور بنونوفل کے حلیف تھے مشرکین میں سے بھاگ کر مسلمانوں میں آ ملے اور یہ دونوں شخص مسلمان تھے اور صرف کفار کی آڑ لے کر مسلمانوں میں آ ملنے کے لئے نکلے تھے۔'' پس ان پارٹیوں کے بھجوانے میں ایک غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھی تھی کہ تا ایسے لوگوں کو ظالم قریش سے چھٹکارا پانے اور مسلمانوں میں آ ملنے کا موقعہ ملتا رہے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 324)

ہجرت کے آٹھ مہینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبیدہ بن حارث کے لئے ایک سفید رنگ کا پرچم باندھا جسے حضرت مسطح بن اثاثہ نے اٹھایا۔ اس سریہ کا مقصد یہ تھا یعنی کہ جو بھیجا گیا تھا لشکر یا سواروں کا ایک گروپ، کہ قریش کے ایک تجارتی قافلے کو راہ میں روک لیا جائے۔ قریش کے قافلے کا امیر ابوسفیان تھا۔ بعض کے مطابق عکرمہ بن ابوجہل اور بعض کے مطابق مِکْرَز بن حَفْص تھا۔ اس قافلے میں دو سو آدمی تھے یعنی کافروں کے قافلے میں جو تجارتی مال لے کر جا رہے تھے۔ صحابہؓ کی اس جماعت نے رابغ وادی پر اس قافلے کو جا لیا۔ اس مقام کو وَدَّان بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں فریقوں کے درمیان تیر اندازی کے علاوہ کوئی مقابلہ نہ ہوا اور لڑائی کے لئے باقاعدہ صف بندی نہ ہوئی۔ وہ صحابی جنہوں نے مسلمانوں کی طرف سے پہلا تیر چلایا وہ حضرت سعد بن ابی وقاص تھے اور یہ وہ پہلا تیر تھا جو اسلام کی طرف سے چلایا گیا۔ اس موقع پر حضرت مقداد بن اسود اور حضرت عیینہ بن غزوان (ابن ھشام اور تاریخ طبری میں عُتبہ بن غزوان بھی ہے) لکھا ہے مشرکوں کی جماعت سے نکل کر مسلمانوں سے آ ملے کیونکہ ان دونوں نے اسلام قبول کیا ہوا تھا اور وہ مسلمانوں کی طرف جانا چاہتے تھے۔ حضرت عبیدہ بن حارث کی سرکردگی میں یہ اسلام کا دوسرا سریہ تھا۔ تیر اندازی کے بعد دونوں فریق پیچھے ہٹ گئے کیونکہ مشرکین پر مسلمانوں کا اس قدر رعب پڑا کہ انہوں نے سمجھا کہ مسلمانوں کا بہت بڑا لشکر ہے اور ان کو مدد پہنچ رہی ہے لہٰذا وہ لوگ خوفزدہ ہو کر پسپا ہو گئے اور مسلمانوں نے بھی ان کا پیچھا نہیں کیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد3 صفحہ 215–216 سریہ عبیدۃ بن الحارثؓ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء)، (سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ 592 سریۃ عبیدۃ بن الحارثؓ مطبوعہ مصطفی البابی مصر 1955ء)، (تاریخ الطبری جلد2 صفحہ 12 سنۃ 1ھ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 1987ء)

گئے تو تھے لیکن یہ نہیں کہ کوئی پیچھے گئے ہوں اور باقاعدہ جنگ کی ہو۔ دونوں طرف سے حملہ ہوا۔ اُنہوں نے بھی حملہ کیا اِنہوں نے بھی تیر چلائے اُنہوں نے بھی تیر چلائے اور آخر جب وہ کفار پیچھے ہٹ گئے تو مسلمان واپس آ گئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے سیرت کی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ:

''غزوۂ ودان سے واپس آنے پر ماہ ربیع الاول کے شروع میں آپؐ نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار عبیدہ بن حارث مطلبی کی امارت میں ساٹھ شتر سوار مہاجرین کا ایک دستہ روانہ فرمایا۔ اس مہم کی غرض بھی قریش مکہ کے حملوں کی پیش بندی تھی۔'' غرض بیان کر دی ہے کہ قریش مکہ کے حملوں کی پیش بندی تھی۔ ''چنانچہ جب عبیدہ بن الحارث اور ان کے ساتھی کچھ مسافت طے کر کے ثنیۃ المرّہ کے پاس پہنچے تو ناگاہ کیا دیکھتے ہیں کہ قریش کے دو سو مسلح نوجوان عکرمہ بن ابوجہل کی کمان میں ڈیرہ ڈالے پڑے ہیں۔ فریقین ایک دوسرے کے سامنے ہوئے اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں کچھ تیر اندازی بھی ہوئی لیکن پھر مشرکین کا گروہ یہ خوف کھا کر کہ مسلمانوں کے پیچھے کچھ کمک مخفی ہو گی۔'' کچھ اَور ہو سکتا ہے، لوگ آ رہے ہوں، کوئی لشکر ہو۔ ''ان کے مقابلہ سے پیچھے ہٹ گیا اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا نہیں کیا۔ البتہ مشرکین کے لشکر میں سے دو شخص مقداد بن عمرو اور عتبہ بن غزوان عکرمہ بن ابوجہل کی کمان سے خودبخود بھاگ کر مسلمانوں کے ساتھ آ ملے اور لکھا ہے کہ وہ اسی غرض سے قریش کے ساتھ نکلے تھے کہ موقعہ پا کر مسلمانوں میں آ ملیں کیونکہ وہ دل سے مسلمان تھے مگر بوجہ اپنی کمزوری کے قریش سے ڈرتے ہوئے ہجرت نہیں کر سکتے تھے اور ممکن ہے کہ اسی واقعہ نے قریش کو بددل کر دیا ہو اور انہوں نے اسے بدفال سمجھ کر پیچھے ہٹ جانے کا فیصلہ کر لیا ہو۔ تاریخ میں یہ مذکور نہیں ہے کہ قریش کا یہ لشکر جو یقیناً کوئی تجارتی قافلہ نہیں تھا۔'' تجارت کی آڑ میں یہ لوگ باقاعدہ لشکر بنا کر نکلے تھے، مسلح تھے۔ ''اور جس کے متعلق ابن اسحاق نے جمع عظیم (یعنی ایک بڑا لشکر) کے الفاظ استعمال کئے ہیں کسی خاص ارادہ سے اس طرف آیا تھا، لیکن یہ یقینی ہے کہ ان کی نیت بخیر نہیں تھی۔'' نیک نیت سے بہرحال وہ نہیں آئے تھے، حملہ کرنے آئے تھے اور اس لئے مسلمانوں نے بھی تیر اندازی کی۔ اور یقیناً اس سے یہ لگتا ہے کہ پہلی تیر اندازی بھی کافروں کی طرف سے ہوئی تھی۔ ''اور یہ خدا کا فضل تھا کہ مسلمانوں کو چوکس پا کر اور اپنے آدمیوں میں سے بعض کو مسلمانوں کی طرف جاتا دیکھ کر ان کو ہمت نہیں ہوئی اور وہ واپس لوٹ گئے اور صحابہ کو اس مہم کا یہ عملی فائدہ ہو گیا کہ دو مسلمان روحیں قریش کے ظلم سے نجات پا گئیں۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 328–329)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی طرف سے ولید بن عتبہ سے مبارزت کی۔ احادیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت بھی اس واقعہ کے متعلق اتری ہے۔ چنانچہ حضرت علی سے روایت ہے کہ آیت هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ ۔ (الحج:20) ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی تھی جنہوں نے بدر والے دن مبارزت کی یعنی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت علی بن طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد2 صفحہ 419 کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الحج حدیث 3456 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ دو جھگڑالو ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔ پوری آیت اس طرح پہ ہے کہ

هٰذٰنِ خَصۡمٰنِ اخۡتَصَمُوۡا فِیۡ رَبِّهِمۡ ۔ فَالَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا قُطِّعَتۡ لَهُمۡ ثِیَابٌ مِّنۡ نَّارٍ ؕ یُصَبُّ مِنۡ فَوۡقِ رُءُوۡسِهِمُ الۡحَمِیۡمُ (الحج:20)

یہ دو جھگڑالو ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔ پس وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا ان کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے۔ ان کے سروں کے اوپر سے سخت گرم پانی انڈیلا جائے گا۔

بہرحال اس مبارزت کی مزید تفصیل سنن ابوداؤد میں اس طرح بیان ہوئی ہے کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی نکلے اور پکار کر کہا کہ کون ہمارے مقابلے کے لئے آتا ہے؟ تو انصار کے کئی نوجوانوں نے اس کا جواب دیا۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے بتا دیا کہ ہم انصار ہیں۔ عتبہ نے کہا کہ ہمیں تم سے کچھ لینا دینا نہیں ہے۔ ہم تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حمزہؓ! اٹھو۔ اے علی! کھڑے ہو۔ اے عبیدہ بن حارث! آگے بڑھو۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے ہی حضرت حمزہؓ عتبہ کی طرف بڑھے اور میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدہؓ بن حارث اور ولید

کے درمیان جھڑپ ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو سخت زخمی کیا۔ پھر ہم ولید کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو مارڈالا اور عبیدہ کو ہم میدان جنگ سے اٹھا کے لے آئے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی المبارزۃ حدیث 2665)

مبارزت کے دوران عتبہ نے حضرت عبیدہؓ بن حارث کی پنڈلی پر کاری ضرب لگائی تھی جس سے ان کی پنڈلی کٹ گئی تھی۔ پھر آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھوایا اور جنگ بدر ختم ہونے کے بعد مقام صفرا، جو بدر کے نزدیک ایک مقام ہے وہاں آپ کا انتقال ہو گیا اور وہیں ان کو دفن کر دیا گیا۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد3 صفحہ 207–208 کتاب معرفۃ الصحابہ من مناقب عبیدہ بن الحارثؓ حدیث 4862 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2002ء) (لغات الحدیث کتاب ''ص'' صفحہ 67 مطبوعہ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)

ایک روایت کے مطابق جب عبیدہؓ کی پنڈلی کٹ چکی تھی اور اس سے گودا بہہ رہا تھا۔ تب صحابہ حضرت عبیدہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ جنگ میں زخمی ہوئے تھے۔ اُس وقت فوری طور پر شہید نہیں ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں، تم شہید ہو۔ ایک روایت کے مطابق جب حضرت عبیدہؓ بن حارث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زانوں پر ان کا سر رکھا پھر حضرت عبیدہؓ نے کہا کاش کہ ابوطالب آج زندہ ہوتے تو جان لیتے کہ جو وہ اکثر کہا کرتے تھے اس کا ان سے زیادہ مَیں حق دار ہوں۔ اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ
وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَاءِ نَا وَالْحَلَائِلِ

کہ یہ جھوٹ ہے کہ ہم محمدؐ کو تمہارے سپرد کر دیں گے۔ ایسا تبھی ممکن ہے کہ جبکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد سے پچھاڑ دیئے جائیں اور ہم اپنے بیوی بچوں سے بھی غافل ہو جائیں۔ یہ جذبات تھے ان لوگوں کے۔ شہادت کے وقت حضرت عبیدہ بن حارث کی عمر 63 سال تھی۔

(المستدرک علی الصحیحین جلد3 صفحہ 208 کتاب معرفۃ الصحابہ من مناقب عبیدہ بن الحارثؓ حدیث 4863 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2002ء) (اسد الغابہ جلد3 صفحہ 547 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2003ء)

ان چند صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد اب میں ایک ہمارے انڈونیشیا کے ایک دیرینہ خادم، واقفِ زندگی، مبلغ سلسلہ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں جن کی وفات ہوئی۔ ان کا نام سیوطی احمد عزیز صاحب تھا۔ 19؍نومبر کو ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ سیوطی صاحب دل کے شدید عارضے میں مبتلا تھے اور علاج کی غرض سے انہیں ربوہ بھجوایا گیا تھا جہاں طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں ان کی ایک بڑی میجر (major) سرجری ہوئی اور کچھ دن بعد 19؍نومبر کو وہ صحت یاب نہیں ہو سکے اور وفات پا گئے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ، چار بیٹے بیٹیاں اور دس پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں ہیں۔ ان میں سے چھ بچے وقفِ نَو میں شامل ہیں۔

سیوطی عزیز احمد صاحب کی پیدائش 17؍اگست 1944ء کو بونے (Bone) جنوبی سولاویسی (South Sulawesi) میں ہوئی۔ انہوں نے جامعہ ربوہ میں ستمبر 1966ء سے لے کر اکتوبر 1971ء تک تعلیم حاصل کی۔ اپریل 1972ء کو بطور مرکزی مبلغ انڈونیشیا میں ان کی تقرری ہوئی۔ پھر 1985ء میں میدان عمل میں ہی ان کی کارکردگی اور کام دیکھ کر ان کو شاہد کی ڈگری بھی ملی۔ سن 2000ء میں انہیں حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ 1972ء سے 1979ء سات سال تک جنوبی سماٹرا (South Sumatra)، لامپونگ (Lampung)، جامبی (Jambi) اور بینکولو (Bengkulu) میں بطور مبلغ خدمت سرانجام دی۔ 1979ء سے 1981ء تک معلمین کلاس میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی۔ 1981ء میں جماعت پوروو کیر تو (Purwokerto) میں بطور مبلغ تقرر ہوا۔ پھر 82ء میں معلمین و مبلغین کلاس میں بطور نائب ڈائریکٹر مامور ہوئے۔ 82ء سے 92ء تک جامعہ احمدیہ انڈونیشیا کے پرنسپل رہے۔ اس دوران انہیں 1985ء میں شاھد کی ڈگری دی گئی۔ 1992ء سے 2016ء بیس سال تک 'رئیس التبلیغ' رہے۔ 2016ء سے لے کر وفات تک بطور پرنسپل جامعہ احمدیہ انڈونیشیا میں خدمت کی توفیق پائی۔

1973ء میں ان کی شادی مبلغ سلسلہ عبدالواحد صاحب سماٹری کی بیٹی عفیفہ صاحبہ سے ہوئی جو کہ مولانا عبدالباسط صاحب امیر جماعت انڈونیشیا کی بڑی بہن تھیں۔ ان سے سیوطی صاحب کے چار بچے مردیہ خالد، حارث عبدالباری، سعادت احمد اور الیتہ عطیۃ العلیم ہیں۔ عفیفہ صاحبہ کی 2009ء میں وفات ہو گئی تھی۔ اس کے بعد سیوطی صاحب نے ارینہ دامایتنی صاحبہ سے شادی کی۔ ان سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے خاندان میں احمدیت کے نفوذ کے بارے میں ایک دفعہ ایم ٹی اے کو انٹرویو دیا تھا جس میں انہوں نے بتایا تھا کہ میری اور میرے خاندان کی بیعت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ میرے دادا نے یہ وصیت کی تھی کہ آخری زمانے میں امام مہدی آئے گا۔ اور جب وہ آئے تو تم سب اس کو قبول کر لینا۔ اس وصیت کو پورا کرنے کے لئے ہمارے خاندان نے دو دفعہ ہجرت کی۔ 1959ء میں ہمارے خاندان نے لامپونگ کی طرف ہجرت کی اور 1963ء میں ایک مبلغ مولانا زینی دھلان صاحب تبلیغ کے لئے لامپونگ آئے اور ہماری ملاقات ان سے ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ امام مہدی آ گیا ہے۔ کہتے ہیں پھر مَیں نے ان سے پوچھا کہ امام مہدی کے آنے کا کیا ثبوت ہے؟ انہوں نے ایک کتاب 'المسیح آخر الزمان کی صداقت' ہمیں دی اور ہمیں اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے لئے کہا۔ جب مَیں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا تو کہتے ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ امام مہدی جو آنے والا تھا وہ آ گیا اور وہ امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔ غرض کہتے ہیں کہ 13؍فروری 1963ء کو 19 سال کی عمر میں مَیں نے اور میرے خاندان کے چالیس افراد نے مولانا زینی دھلان کے ذریعہ سے بیعت کی۔

پھر یہ مزید کہتے ہیں کہ 1963ء میں ربوہ سے وکیل التبشیر صاحب بانڈونگ (Bandung) آئے۔ اس وقت مَیں بھی وہاں تھا۔ جماعت کے پروگراموں کو دیکھ کر اور مبلغین سے مل کر مجھ پر جماعت کی سچائی مزید واضح طور پر ظاہر ہو گئی۔ پھر جامعہ میں داخلے کے بارے میں بتاتے ہیں کہ 1963ء میں مولانا ابوبکر ایوب صاحب جو اُس وقت جنوبی سماٹرا کے مبلغ تھے نومبائعین کی تربیت کے لئے ہمارے پاس لامپونگ آئے۔ اس دورہ کے بعد انہوں نے رئیس التبلیغ مولانا سید شاہ محمد جیلانی کو رپورٹ لکھی کہ لامپونگ میں بوگِس (Bugis) قوم کے چند افراد نے بیعت کی ہے اور اب تک اس قوم سے کوئی مبلغ نہیں ہے جبکہ جاوا (javanese) اور سندا (Sundanese) قوم سے مبلغین ہیں۔ اور انہوں نے لکھا کہ مَیں نے وہاں پر تین ایسے نوجوان دیکھے ہیں جو ربوہ میں پڑھنے کے لئے بھیجے جا سکتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تین نوجوانوں میں سے ایک مَیں تھا۔ تو کہتے ہیں ہم تینوں کو جامعہ ربوہ بھجوانے کی سفارش کی گئی۔ ہمیں پاسپورٹ بنوانے کے لئے کہا گیا لیکن انڈونیشیا کے اس وقت سیاسی حالات اچھے نہیں تھے، پاسپورٹ نہیں بن سکا۔ پھر 1966ء میں رئیس التبلیغ مولانا امام الدین صاحب کے ساتھ پاکستانی ایمبیسی میں ویزا اپلائی کیا اور پندرہ منٹ کے اندر ویزا مل گیا۔ پھر کراچی پہنچے۔ کہتے ہیں ایک رات مَیں کراچی ٹھہرا۔ وہاں سے بذریعہ ٹرین ربوہ پہنچا اور پھر وہاں سے کہتے ہیں مَیں سٹیشن سے اتر ا پیدل جامعہ پہنچ گیا۔

کہتے ہیں جامعہ کے بہت سے طلباء نے میرا استقبال کیا۔ نیا ماحول تھا اور شروع شروع میں بڑی مشکل ہوئی لیکن پھر عادت پڑ گئی۔ تین دن بعد کہتے ہیں مجھے جامعہ میں داخلہ مل گیا۔ اساتذہ میں سے ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت ماسٹر عطا محمد صاحبؓ تھے۔ کہتے ہیں ربوہ میں قیام کے دوران میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی صحابہؓ سے ملاقات کی سعادت پائی اور ہمیشہ کسی صحابی سے ملنے کا موقع ڈھونڈھتا تھا اور ان سے باتیں کرتے ہوئے ان کے پیر دبایا کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ایک خوشگوار ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ خلیفہ منتخب ہوئے تو ہم نے آپ سے پہلی بار ملاقات کی اور حضور سے گلے ملے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہماری گال پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ انڈونیشیا سے آئے ہیں۔ تم سب دُور سے یہاں آئے ہو (جتنے foreign بچے تھے) اور تم میرے بچے ہو۔ کہتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا روحانی نور ہمیشہ ہمارے شامل حال رہا جس کی وجہ سے ہماری جتنی بھی مشکلات تھیں وہ سب آسان ہو گئیں۔ اور خلیفۃ المسیح الثالث نے جو کہا تھا کہ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو میرے پاس آنا، کہتے ہیں جب مَیں انڈونیشیا واپس جانے لگا تو واپسی سے پہلے حضور سے ملاقات کرنے گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پوچھا کہ آپ کو کیا چاہئے۔ میں نے کہا مجھے کچھ کتابیں چاہئیں۔ میں ایک دفتر میں گیا تھا لیکن مجھے ملی نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اپنی قلم سے ایک نوٹ لکھا کہ سیوطی کو کتابیں دے دیں۔ اس کے بعد کہتے ہیں مجھے روحانی خزائن کا مکمل سیٹ دیا گیا جو اب تک میرے پاس ہے اور جانے سے پہلے حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے کافی دیر مجھے گلے لگایا اور میرے کان میں فرمایا کہ اپنے آقا کے ساتھ بے وفائی مت کرنا۔ یہ ہے میری نصیحت۔

ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ 1993ء میں امیر صاحب انڈونیشیا شریف احمد لُوبِس صاحب نے عالمی بیعت کے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے مجھے فلپائن بھیجا اور یہ کہا کہ یہ حضورؒ کا، حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا حکم ہے تو کہتے ہیں کہ مَیں تو بہت کمزور ہوں، زبان بھی نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے آپ پر

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پورا بھروسہ ہے۔ کہتے ہیں آپ کا یہی حکم ہے تو میں تیار ہوں۔ چنانچہ میں جماعتی سنٹر سے چلا گیا اور وہاں پہنچنے کے لئے منیلا (Manila) اور زمبوانگا (Zamboanga) سٹی سے ہو کر جانا پڑتا تھا۔ کہتے ہیں میں نے کھانا کھایا مجھے سخت ہیضہ کی تکلیف ہوگئی، پیٹ خراب ہوگیا۔ بڑی کمزوری ہوگئی۔ ایسی حالت میں میں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں یہاں مرجاؤں تو یہاں تو کوئی مسلمان نہیں ہے جو میری نماز جنازہ پڑھائے گا۔ کہتے ہیں رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نرس یونیفارم پہنے ہوئے میرے پاس آئی ہے اور میرے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پھونکا۔ اس وقت مجھے یہ محسوس ہوا کہ میرا جسم ٹھنڈا پڑ گیا ہے اور وہ ٹھنڈک میرے پیروں کی انگلیوں سے نکلی ہے۔ کہتے ہیں صبح جب میں اٹھا تو بالکل ٹھیک تھا۔ چنانچہ میں تاوی تاوی (Tawi-Tawi) کی طرف روانہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین مہینے کے اندر وہاں 130/افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔

عبدالباسط صاحب امیر جماعت انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ سیوطی عزیز صاحب کو بہنوئی اور مبلغ کے طور پر بہت قریب سے دیکھا اور اچھی طرح دیکھنے کا موقع ملا۔ بڑی سادہ شخصیت کے مالک تھے۔ عاجزی اور انکساری کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ ہر حال میں صبر و تحمل کی مثال تھے۔ دعا گو، تہجد گزار، اللہ تعالیٰ پر انتہائی توکل کرنے والے۔ ان کو نظام خلافت اور خلفائے سلسلہ سے بڑا اخلاص اور والہانہ پیار اور محبت تھی۔ جماعتی کاموں کو اپنے ذاتی کاموں پر ہمیشہ ترجیح دیتے تھے۔ ایک کامیاب خادمِ سلسلہ تھے۔ جو بھی ذمہ داری، کام اور عہدہ موصوف کے سپرد کیا گیا بڑے اخلاص اور وفا کے ساتھ نبھاتے۔ خواہ وہ مبلغ کے طور پر ہو یا جامعہ کے استاد کے طور پر یا پرنسپل کے طور پر یا رئیس التبلیغ کے طور پر ایک واقف زندگی کے لئے ایک اعلیٰ نمونہ تھے اور مثال تھے۔

معصوم صاحب جو انڈونیشیا جامعہ کے نائب پرنسپل ہیں کہتے ہیں کہ سیوطی صاحب جامعہ میں درجہ خامسہ، رابعہ اور ثالثہ کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھاتے تھے۔ درجہ مبشر میں کلام پڑھاتے تھے اور پڑھانے کے لئے انہوں نے کتاب عرفان الٰہی کا انڈونیشین زبان میں ترجمہ کیا تھا۔ جب بیماری کی وجہ سے ان کی صحت کمزور ہوگئی اور چلنا پھرنا مشکل ہوگیا تو پھر آپ سے طلباء ان کے آفس میں آ کے پڑھا کرتے تھے۔ اور ربوہ جانے سے پہلے بھی 8/نومبر کو انہوں نے آخری کلاس لی۔ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ جامعہ کو اب شاہد تک بڑھا دیا گیا ہے اور خلیفۃ المسیح نے اسے منظور کیا ہے اس لئے تم لوگوں نے خلیفۃ المسیح کی خواہشات کو پورا کرنا ہے اور بڑی محنت کرنی ہے۔

ان کی ایک بیٹی مردیہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ والد صاحب نے اپنی زندگی مکمل طور پر وقف کی تھی۔ اپنی زندگی جماعت کے کاموں میں صرف کی یہاں تک کہ ہم سیر کے لئے بھی بہت ہی کم کہیں گئے۔ لیکن ہم سمجھتے تھے کہ وقفِ زندگی کی یہی زندگی ہے، یہی انہوں نے اپنے بچوں کو بتایا کہ وقف زندگی کا کُل وقت جماعت کے لئے ہے۔ پھر یہ کہتی ہیں کہ تربیت کرنے میں والد صاحب کا یہ اصول تھا کہ زیادہ نصیحت نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے عمل سے عملی نمونہ دکھاتے تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ جب میری والدہ بیمار ہوئیں تو صبر کے ساتھ ان کی خدمت کیا کرتے تھے اور گھر کا کام بھی خود کرتے تھے۔ رمضان کے دنوں میں سحری اور افطاری کی تیاری بھی خود کرتے تھے اور کبھی کسی سے نہیں کہتے تھے کہ میرے لئے فلاں کام کردو۔ اپنے کام ہاتھ سے کرنے کی عادت تھی۔

ان کے بیٹے سعادت احمد صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری تربیت بہت صبر سے کرتے تھے لیکن نماز کے معاملے میں آپ بہت تاکید کرتے تھے۔ بچپن میں جب نماز کا وقت ہوتا تو ہمیں مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے کی تلقین کرتے۔ اگر میں مسجد میں نہیں ہوتا تو مجھے ڈھونڈتے اور پھر خود مسجد لے کے جاتے تھے۔ کہتے ہیں ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کبھی نماز نہ چھوڑنا۔ نماز کے ساتھ سنت بھی پڑھنا اور ہمیشہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہنا۔

ان کی بیٹی عطیۃ العلیم کہتی ہیں کہ والد صاحب ہمیشہ سچ بولتے تھے اور اپنے بچوں سے کبھی جھوٹ نہیں بولتے تھے چاہے مذاق میں ہی کیوں نہ ہو۔ تہجد کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ہمیشہ مسجد میں جا کر نماز باجماعت پڑھتے تھے۔ بیماری کے علاوہ میں نے کبھی انہیں گھر میں فرض نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ان کی دوسری اہلیہ کہتی ہیں کہ انہوں نے ربوہ جانے سے پہلے مجھے اور بچوں کو کہا کہ میرا اہل، میرے گھر والے اور میرے وارث خلافت ہے اور میری زندگی اور موت جماعت کے لئے ہے۔ اس سال جرمنی کے جلسہ سالانہ پر بھی آئے، بڑی خواہش سے آئے۔ بچوں نے کہا بھی بیمار ہیں۔ انہوں نے کہا میں نے خلیفہ وقت سے ملنا ہے۔ اور آئے اور ملاقات بھی کی اور یہ ان کی آخری ملاقات تھی۔ وہاں جرمنی میں مجھ سے ملے تھے۔ یہ کہتی ہیں کہ بہترین خاوند تھے۔ میں نے اطاعت کی اہمیت آپ سے ہی سیکھی ہے۔ جماعت کے کاموں میں اپنی صحت اور طبیعت کی کبھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

سیوطی عزیز صاحب کے داماد زکی صاحب کہتے ہیں کہ 2005ء میں جب یہ خبر آئی کہ لوگ ہمارے مرکز پر حملہ کرنے والے ہیں تو ہم خدام کو حکم دیا گیا کہ مرکز کی حفاظت کے لئے آئیں۔ کہتے ہیں میں بھی وہاں تھا۔ سیوطی صاحب اس وقت رئیس التبلیغ تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کبھی نہیں ڈرتے تھے اور بہادری کے ساتھ آدھی آدھی رات کو خدام کے پاس جا جا کر ملتے تھے اور خدام کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ کہتے ہیں میں نے ان میں خلافت سے بے انتہا محبت دیکھی۔ کہتے تھے کہ میں وقفِ زندگی ہوں اور جو بھی کرتا ہوں خلیفہ وقت کی منظوری سے اور ان کے کہنے پہ کرتا ہوں۔ 2017ء میں آپ کو سٹروک ہوا اور کچھ عرصہ واضح بات نہیں کر پاتے تھے لیکن اس کے باوجود کتابوں کا مطالعہ جاری رکھا اور ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح جامعہ میں جا کر بچوں کو پڑھاؤں۔

احمد صاحب سیکرٹری تربیت لکھتے ہیں کہ کسی سے اچھا مشورہ ملتا تو بڑی عزت کے ساتھ بے تکلفانہ شکریہ ادا کرتے تھے اور جب بھی کسی کام میں مشکل پیش آتی تو بڑے اخلاص سے مشورہ مانگتے تھے۔ احمد نور صاحب مبلغ کہتے ہیں کہ ہمیشہ بڑی سادگی سے رہتے تھے لیکن بہت باوقار تھے۔ باوجود بڑی عمر کے جماعت کے کام میں ہمیشہ چست تھے گویا کہ آپ جوان ہی تھے۔ کہتے ہیں ان کی ایک نصیحت جو ہمیشہ خاکسار کو یاد رہتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کبھی منہ مت پھیرو۔ اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ وہ اپنے بندے کی دعا کو کبھی رڈ نہیں کرتا۔ کہتے ہیں جب شاہد کلاس کے لئے انٹرویو ہوا تو آپ نے روتے ہوئے اور کانپتے ہوئے خاکسار کو یہ نصیحت کی کہ اس وقف کو کبھی مت چھوڑنا۔ جو شخص اس وقف کو چھوڑتا ہے وہ بہت ہی نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔

ایک بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ سیوطی صاحب کنداری (Kendari) تشریف لائے تو انہوں نے نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اگر ایک مربی کو نظام جماعت کی پابندی کروانے میں بیرونی یا اندرونی مسائل کا سامنا ہو تو بے خوف آگے بڑھو اور یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شامل حال ہوگی۔ لیکن اگر ذاتی خامیوں کی وجہ سے احباب جماعت کے اعتراض کا باعث بنیں تو اس کے لئے محاسبہ کرنا اور بہتری پیدا کرنا ضروری ہے۔ جماعتی کاموں میں فکر کی کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ پر توکل کرو اور نیک نیتی سے کام کرو لیکن ذاتی برائیاں اگر ہیں تو ضرور اپنا محاسبہ کرو۔ خالد احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ جامعہ میں تعلیم کے دوران سیوطی صاحب روحانی اور اخلاقی لحاظ سے ہمارے لئے ایک روشن مثال تھے۔ آپ نماز باجماعت کا بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔ ہمیشہ وقت پر بلکہ بعض اوقات اس سے پہلے ہی نماز باجماعت کے لئے مسجد میں بیٹھے ہوتے تھے اور آخری ایام تک باوجود علالت کے نماز میں ہمیشہ آگے رہے۔

پھر مبلغ سلسلہ ہاشم صاحب لکھتے ہیں کہ جامعہ میں سیوطی عزیز صاحب سے علم الکلام پڑھنے کی سعادت ملی۔ ان کی عادت تھی کہ پڑھانے کے دوران طلباء سے سوال و جواب کرتے تھے اور طلباء کی جانب سے جوابات کو بہت سراہتے تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے ہم سے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل کیا ہے۔ کہتے ہیں ہم نے ایک ایک کر کے قرآن کریم کی آیات اور احادیث کے حوالے دے کر اس سوال کا جواب دیا۔ انہوں نے ہمارے جوابات سن کر کہا کہ صداقت کی سب سے بڑی دلیل جو ہے وہ میں ہی ہوں یعنی ہر احمدی کو اپنے آپ کو صداقت کی دلیل سمجھنا چاہئے۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ لوگ اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ ہم میں سے ہر ایک اس جماعت کی سچائی کا ثبوت ہو۔ یہ ان کا تربیت کا انداز تھا کہ اگر آپ مکمل طور پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر عمل کریں گے تو آپ اس سلسلہ کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل بنیں گے۔ یہ ان کا تربیت کا انداز تھا۔ خطبات بڑے غور سے سنتے تھے۔ پھر میرے خطبات جو سنتے تھے ان خطبات پر وہ طلباء سے پوائنٹس ڈسکس کرتے تھے، یقینی بناتے تھے کہ انہوں نے نوٹس لئے ہیں اور ہمیشہ یہ دیکھتے تھے کہ خلیفہ وقت کے پیغام کو سمجھا بھی ہے کہ نہیں اور ہمیشہ خلافت کی اطاعت کے بارے میں تلقین کرتے رہے۔

شمسوری محمود صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ سیوطی صاحب ایک کامیاب واقف زندگی تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے خاکسار کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ زندگی وقف کرنے کے بعد غافل نہیں رہنا۔ وقف سے الگ ہونا اپنے آپ کو جماعت سے نکالنے کے مترادف ہے۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا۔ پھر انہوں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

نے اس فقرے کو دہرایا جب آپ یہ کہہ رہے تھے تو ان کی آنکھیں سرخ تھیں، آنکھوں میں آنسو تھے۔

یوسف اسماعیل صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ جب مجھے ریجنل مبلغ بنایا گیا تو میں آپ سے ملاقات کے لئے گیا، سیوطی صاحب رئیس التبلیغ تھے تو یوسف صاحب نے انہیں پوچھا کہ مجھے کیوں ریجنل مبلغ مقرر کیا گیا ہے کیونکہ میرے اندر تو بہت سی کمزوریاں ہیں اور کم تجربہ کار ہوں۔ ریجنل مبلغ کے لائق نہیں ہوں۔ بڑے بڑے تجربہ کار ہیں ان کو بنائیں۔ اس سوال کے جواب میں آپ نے بڑی سادگی سے اور سیدھا جواب دیا کہ یہ آپ کو کس نے کہا ہے کہ آپ لائق ہیں اس لئے آپ کو ریجنل مبلغ بنایا جا رہا ہے۔ آپ کو تو یہ ذمہ داری اس لئے دی گئی ہے تا کہ آپ سیکھ سکیں، کام سیکھیں، ذمہ داری کا احساس پیدا ہو۔ پھر کہنے لگے کہ ہم تو کمزور بندے ہیں کچھ نہیں کر سکتے لیکن اگر ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ تعلق ہو تو ہر معاملے میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ بس یہ ہمیشہ ذہن میں رکھو چاہے تم ریجنل مبلغ ہو یا عام مبلغ ہو اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق رکھنا ہے تبھی تمہیں کامیابیاں ملیں گی اور آسانیاں پیدا ہوں گی۔

ایم ٹی اے کے جنرل مینیجر ہیں اخاء نور صاحب کہتے ہیں کہ ایک دفعہ بہت مشکل درپیش تھی۔ مَیں نے آپ کو دعا کا پیغام بھیجا۔ اس وقت تو کوئی جواب نہیں دیا پھر کسی سے آپ نے میرا فون نمبر مانگا۔ کہتے ہیں اگلے روز میری ملاقات ان سے ہو گئی تو آپ نے پہلا یہ سوال کیا کہ مجھے تو تم نے دعا کے لئے لکھا ہے، کیا اپنی مشکل کے لئے تم نے خلیفہ وقت کو بھی دعا کے لئے لکھا ہے؟ جب میں نے بتایا کہ دعا کے لئے لکھا ہے تو پھر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ یہی طریق ہونا چاہئے اور کہتے ہیں کہ اس وقت بھی ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ کے لہجے سے خلافت سے گہری محبت جھلک رہی تھی۔

اسی طرح مختلف مواقع پر جب بھی خلافت سے تعلق کا ذکر ہوتا آپ انتہائی جذباتی ہو جایا کرتے تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ربوہ میں وفات ہوئی تھی ان کا جسد خاکی پاکستان سے 23 نومبر کو انڈونیشیا پہنچا اور 24 نومبر کو ان کی تدفین مرکز پارونگ (Parung) میں مقبرہ موصیان میں عمل میں آئی۔ احباب جماعت کی بڑی تعداد جنازے میں شامل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد اور آئندہ نسلوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا) نمازوں کے بعد میں ان کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

☆...☆...☆

بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات...از صفحہ 1

شمیم احمد خان صاحب کے ساتھ قرار پائی تھی۔ حضورِ انور نے نمازِ عشاء مسجد بیت الفتوح میں پڑھائی۔ بعد ازاں شادی کی تقریب میں شرکت فرمائی۔

❁......10 دسمبر بروز سوموار: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دوپہر گیارہ بج کر اڑتیس منٹ پر طاہر ہاؤس 22 ڈیئر پارک روڈ لندن رونق افروز ہوئے اور مرکزی دفاتر کا تفصیلی معائنہ فرمایا۔ حضورِ انور نے ازراہِ شفقت دفاتر مینیجر الفضل انٹرنیشنل، ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل، ویئر ہاؤس ایڈیشنل وکالت اشاعت لندن، ریویو آف ریلیجنز، مرزا شریف احمد فاؤنڈیشن، AARC، پرائیویٹ سیکرٹری (ریکارڈ) آفس، وقفِ نَو مرکزیہ، پریس اینڈ میڈیا آفس، AMJ انٹرنیشنل لیگل ڈیپارٹمنٹ، مخزنِ تصاویر، AMJ انٹرنیشنل، الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ، رسالہ التقویٰ (عربی) کو اپنے بابرکت قدموں سے برکت بخشی اور معائنہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران حضورِ انور نے دفاتر سے متعلق متعدد امور کی بابت رہنمائی اور ہدایات عطا فرمائیں۔ حضورِ انور بارہ بج کر بیس منٹ پر مسجد فضل لندن واپس تشریف لے گئے۔

❁......11 دسمبر بروز منگل: حضورِ انور نے مسجد فضل لندن میں نمازِ ظہر سے قبل مکرم محمود احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر بشیر احمد شاد صاحب (نارتھ لندن) کی نمازِ جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز 7 مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

❁......12 دسمبر بروز بدھ: حضور انور نے نماز مغرب کے بعد اپنے دفتر سے دعاؤں کے ساتھ عزیزہ ندائے نصرت صاحبہ ابن مکرم میجر ابن السلام صاحب (مرحوم) کی رخصتی فرمائی۔ عزیزہ کی شادی مکرم صباح الفاتح عباسی ابن مکرم صفدر حسین عباسی صاحب کے ساتھ طے پائی تھی۔

❁......13 دسمبر بروز جمعرات: حضورِ انور نے مسجد فضل لندن میں نمازِ ظہر سے قبل مکرمہ ارجمند سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم لطیف احمد صاحب مرحوم (Hayes، یوکے) کی نمازِ جنازہ حاضر پڑھائی اور پسماندگان سے ملاقات فرمائی۔ نیز 7 مرحومین کی نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

ملاقات حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اس ہفتہ کے دوران حضورِ انور نے پانچ روز دفتری جبکہ چھ روز ذاتی ملاقاتیں فرمائیں۔ متعدد افسرانِ صیغہ جات، بعض ممالک کے مبلغین سلسلہ، ذیلی تنظیموں کے صدور اور دیگر احباب نے حضورِ انور سے اپنی دفتری ملاقاتوں میں ہدایات اور رہنمائی حاصل کی۔

ان ایّام میں 115 فیملیز اور 56 احباب نے انفرادی طور پر حضورِ انور سے ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اپنے آقا سے ملاقات کے لئے حاضر ہونے والے ان احبابِ جماعت کا تعلق درج ذیل 11 ممالک سے تھا: کینیڈا، امریکہ، ماریشس، جرمنی، بیلجئم، ہالینڈ، ناروے، فن لینڈ، سوئٹزرلینڈ، پاکستان، اور یوکے۔

اَللّٰھُمَّ أَیِّدْ إِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ

وَ کُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا

☆☆☆

بقیہ: اسماء النبیؐ فی القرآن......از صفحہ 14

شجرۂ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے (شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجودِ مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام لوگوں کے لئے عام علیٰ سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرۂ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنے طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرہ مبارکہ کے روغن سے چراغِ وحی روشن کیا گیا ہے۔ سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی معہ جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمۂ صافی سے پروردہ ہیں۔ اور وحی کا چراغ لطائف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطائف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے۔ اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضانِ وحی ان لطائف محمدیہ کے مطابق ہوا۔ اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی... خدا اپنے نور کی طرف (یعنے قرآن شریف کی طرف) جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر یک چیز کو بخوبی جانتا ہے (یعنے ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے۔ اسی کو ہوتی ہے جس کو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو۔ دوسرے کو نہیں ہوتی۔ اور خدا مسائل دقیقہ کو مثالوں کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے تا حقائق عمیقہ قریب بہ افہام ہو جائیں۔ مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالوں کو سمجھے گا اور حق کو اختیار کرے گا اور کون محروم و مخذول رہے گا) پس اس مثال میں جس کا یہاں تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفّٰی سے تشبیہ دی جس میں کسی نوع کی کدورت نہیں۔ یہ نورِ قلب ہے۔ پھر آنحضرت کے فہم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جس میں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ نور عقل ہے کیونکہ منبع و منشاء جمیع لطائفِ اندرونی کا قوت عقلیہ ہے۔ پھر ان تمام نوروں پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا۔ یہ نور وحی ہے۔ اور انوار ثلاثہ مل کر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھہرے۔ یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارہ میں قدوس قدیم کی طرف سے قانون قدیم ہے اور اس کی ذات پاک کے مناسب۔ پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا اور پہلے اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمالِ عقل اور کمالِ نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ میں ہوتا ہے کل میں نہیں ہوتا۔ اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فردِ بشر کو۔ پس اس قطعی ثبوت سے برہم سماج والوں کا خیال فاسد بکلی درہم برہم ہو گیا اور یہی مطلب تھا۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 192-196 حاشیہ نمبر 11)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں:

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت اور مشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب الٰہی کا حقدار نہیں بن سکتا۔ انوار و برکات الٰہیہ کسی پر نازل نہیں ہو سکتیں جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے۔ اور جو شخص آنحضرت ﷺ کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کر لے۔ یعنی یہ پیروی اور محبت مومن بندے کو اتنی زیادہ ہونی چاہئے کہ اس کو باقی سب چیزوں سے بے نیاز کر دے، کسی غیر کے آگے جھکنے والے نہ ہوں۔ جیسے بھی حالات ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے آستانے پر ہی جھکنے والے ہوں۔ اب یہی شان ہے جو ایک احمدی کی ہونی چاہئے۔ فرمایا کہ آپ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کر لے اس کو وہ نور ایمان، محبت اور عشق دیا جاتا ہے جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے أَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ۔ یعنی مَیں مُردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔

(الحکم جلد 5 نمبر 3 مورخہ 24/جنوری 1901 صفحہ 2)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 دسمبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 887)

حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کے عاشق صادق حضرت امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام اس عظیم الشان نور کی بابت فرماتے ہیں:

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملایک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-161)

☆...☆...☆

مینجمنٹ بورڈ برائے رسالہ جات جماعتہائے احمدیہ

مکرم ایڈیشنل وکیل التصنیف صاحب لندن اعلان کرواتے ہیں کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعتی رسالہ جات کے لئے درج ذیل مینجمنٹ بورڈ مقرر فرمایا ہے:

چیئرمین: خاکسار منیر الدین شمسؔ **سیکرٹری:** مکرم سیّد عامر سفیر صاحب

ممبران: مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب، مکرم عطاء المجیب راشدؔ صاحب، مکرم نصیر احمد قمرؔ صاحب، مکرم عابد وحید خان صاحب، مکرم حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ صاحب

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

﴿انڈیا﴾

نئی دہلی میں احمدیہ پیس سمپوزیم کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: شعبہ پریس اینڈ میڈیا بھارت)

جماعت احمدیہ نئی دہلی کی طرف سے ہندوستان کے دارالحکومت نئی دہلی میں مورخہ یکم ستمبر 2018ء کو پیس

پیس سمپوزیم جماعت احمدیہ دہلی 2018ء

سمپوزیم کا کامیاب انعقاد کیا گیا۔ یہ پیس سمپوزیم انڈین ہیبیٹیٹ سنٹر نئی دہلی میں بعنوان Justice in an unjust world منعقد کیا گیا۔ اس تقریب میں مختلف سیاسی و سرکاری افسران اور دانشور طبقہ کے افراد نے شرکت کی۔

پیس سمپوزیم جماعت احمدیہ دہلی، ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند مہمانان کرام کو ممنٹوز دیتے ہوئے

پروگرام کا آغاز مکرم ایڈیشنل ناظر صاحب اعلیٰ جنوبی ہند کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کے بعد ہندوستان کا قومی ترانہ سنایا گیا۔ مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ گُڑگاؤں نے جماعت کا تعارف پیش کرتے ہوئے مہمانانِ کرام کا استقبال کیا اور پیس سمپوزیم کی غرض وغایت اور مقاصد بیان کئے۔

اس پیس سمپوزیم میں نئی دہلی کی نامور شخصیات نے شرکت کی اور اپنے نیک خیالات کا اظہار کیا ان میں جناب وی کے گوسوامی صاحب بانی و صدر ماحولیات و امن فاؤنڈیشن، ڈاکٹر پریارنجن ترویڈی صدر کانفڈریشن آف انڈین یونیورسٹیز، مکرمہ سواتی جے ہند چیئرپرسن دہلی کمیشن فار ویمن جیسے معروف افراد شامل ہیں۔

اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے York University میں فرمودہ خطاب کے مختلف حصے ڈاکومنٹری کی شکل میں دکھائے گئے جو حاضرین کی توجہ کا مرکز بنے رہے۔

صدارتی خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ پیس سمپوزیم اپنے اختتام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیس سمپوزیم کی جملہ کارروائی فیس بُک کے ذریعہ سے لائیو سٹریم کی گئی۔ اس پیس سمپوزیم میں بُک سٹال بھی لگایا گیا جس کے ذریعہ کتاب World Crisis and the Pathway to Peace ایک صد کی تعداد میں شاملین کو تحفۃً دی گئی نیز دوصد لیف لیٹس تقسیم کئے گئے۔

اس پیس سمپوزیم میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے دوصد سے زائد افراد نے شرکت کی اور اپنے نیک تأثرات و جذبات کا اظہار کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیامِ امن کی کاوشوں کو سراہا۔

سمپوزیم سے قبل پریس کلب آف انڈیا میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پریس کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں پچیس سے زائد مختلف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان نے شرکت کی۔ پریس کانفرنس اور پیس سمپوزیم کی خبریں 30 مختلف اخبارات میں شائع ہوئی ہیں۔

ہندوستان کے نیشنل ٹی وی چینل دوردرشن اردو نے پیس سمپوزیم کی مکمل کوریج کی اور پچیس منٹ پر مشتمل سٹوری بعنوان: 'تلاش امن کی' نشر کی۔

اللہ تعالیٰ اس پیس سمپوزیم کے نیک و مثبت نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین۔

☆...☆...☆

﴿تنزانیہ (مشرقی افریقہ)﴾

Shinyanga ریجن کے گاؤں Nyegezi میں مسجد بیت الحمد کا بابرکت افتتاح

(رپورٹ: وسیم احمد خان۔ مبلغ سلسلہ، موانزہ و شیانگا ریجنز)

شیانگا ریجن میں Nyegezi گاؤں وہ گاؤں ہے جہاں شیانگا شہر سے باہر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا۔ 2008ء میں اس جماعت کا قیام معلم سلسلہ مکرم توالیاتی صاحب کے ذریعہ ہوا۔ اس گاؤں کے نومبائعین نے آغاز میں ہی اپنی مدد آپ کے تحت وقارعمل کر کے مسجد کی تعمیر کے لئے اینٹیں تیار کیں اور پھر آہستہ آہستہ کچی مسجد بنالی۔ کئی سال تک یہ مسجد ان کی ضروریات کو پورا کرتی

مسجدِ بیت الحمد Nyegezi، تنزانیہ

رہی لیکن موسمی تبدیلیوں کی وجہ سے بارش، آندھیوں اور دھوپ کے زیر اثر مسجد خستہ حال ہوتی گئی۔

چنانچہ امسال مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت احمدیہ تنزانیہ کی اجازت سے اس مسجد کی تعمیرِ نَو کا آغاز کیا گیا۔ جو دیواریں اور بنیادیں کمزور ہو چکی تھیں ان کو دوبارہ تعمیر کیا گیا اور نئی چھت ڈالی گئی۔ سامنے دو چھوٹے مینار بنائے گئے، نئی کھڑکیاں اور دروازے لگائے گئے اور رنگ کیا گیا۔

مسجد کی تعمیر میں مقامی احمدیوں نے بھرپور حصہ لیا۔ اور وقارعمل کے ذریعہ قلیل رقم میں ہی بہت زیادہ کام کیا۔

14 جولائی 2018ء بروز ہفتہ کو مسجد بیت الحمد کا افتتاح مکرم امیر صاحب تنزانیہ نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی کے ساتھ کیا اور دعا کروائی۔ افتتاحی تقریب میں احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت مہمان اور گاؤں کے سرکاری عہدیداران نے شرکت کی جن میں گاؤں کے چیئرمین، کونسلر، وغیرہ شامل تھے۔

تلاوت قرآن کریم، نظم اور تعارفی کلمات کے بعد مکرم امیر صاحب نے تقریر کی۔ آخر پر آپ نے دعا کروائی۔ بعد ازاں نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ نمازوں کے بعد احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ پروگرام میں کل 300 افراد نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کو ہمیشہ آباد رکھے۔ آمین۔

☆...☆...☆

﴿سلوونیا (وسطی یورپ)﴾

جماعت احمدیہ سلوونیا کی سلووینین بُک فیئر 2018ء میں کامیاب شرکت

(رپورٹ: طلحہ احمد۔ مربی سلسلہ سلوونیا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سلوونیا کو مورخہ 20 تا 25 نومبر 2018ء 34 ویں سلووینین بُک فیئر میں اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشن کے نام سے جماعتی لٹریچر پر مشتمل سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ اس بُک فیئر کا انعقاد ہر سال ہوتا ہے۔ امسال Ljubljana شہر کے Congress Centre میں تقریباً 100 پبلشرز نے حصہ لیا۔ زائرین کی تعداد ہزاروں میں تھی۔

2015ء سے جماعت احمدیہ سلوونیا کو اِس بُک فیئر میں شرکت کرنے کی توفیق مل رہی ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ اسلامی تعلیمات کے حوالہ سے اُن کے خیالات مثبت رنگ میں تبدیل ہوئے ہیں اور وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام ایک پُر امن مذہب ہے۔ جماعت احمدیہ سلوونیا کے زیر انتظام حال ہی میں سلووینین زبان میں اسلام احمدیت کے حوالہ سے مختلف کتب اور فلائرز تیار کئے گئے جو اس بُک فیئر کی زینت بنے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بُک فیئر نہایت کامیابی

سلووینین بُک فیئر میں جماعت احمدیہ کا سٹال

کے ساتھ منعقد ہوا۔ قارئین سے دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سلوونیا کو روز افزوں ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

☆...☆...☆

بقیہ: حضورِانور کا دورۂ امریکہ 2018ء

.........از صفحہ 20

میں میڈیا میں جو کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں، اس لحاظ سے انہیں توجہ بھی پیدا ہوتی ہے کہ اسلام کے بارے میں حقیقت جاننے کی کوشش کریں۔ ہم جس ماحول میں رہ رہے ہیں، اس میں لوگوں کے ذہنوں میں مسجد کے بارے میں کچھ خدشہ یا خوف ہے تو یہ قابل فہم ہے۔ بے شک دنیا میں مسلمانوں کے

مسجد بیت الصمد بالٹی مور کی افتتاحی ریسپشن سے ایک جھلک

خوف کا تاثر بڑھ رہا ہے۔ مجموعی طور پر مسلمانوں کو فساد پیدا کرنے والا اور مسلمانوں کو ایسی قوم سمجھا جاتا ہے جو نہ تو آپس میں اور نہ ہی دوسروں کے ساتھ امن سے رہ سکتے ہیں۔ پھر مسجد کی تعمیر تو اَور بھی زیادہ بے چینی اور خوف پیدا کرتی ہے۔ بہت سے لوگ ڈرتے ہیں کہ مسجد مسلمانوں کو ایک ایسا مرکز مہیا کرے گی جو انہیں باقی معاشرہ سے الگ کردے گی اور مقامی آبادی، شہر اور ملک کا امن وسکون داؤ پر لگ جائے گا۔ میں نے غیر مسلم دنیا میں ان خدشات کا خود مشاہدہ کیا ہے۔ بدقسمتی سے یہ بے چینی اور شکوک اسلام اور اس کے ماننے والوں کے متعلق مسلسل بڑھ رہے ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان تمام باتوں کے باوجود سچ یہ ہے اور ہمیشہ یہی رہے گا کہ اسلام ہر قسم کی شدت پسندی، دہشت گردی اور تشدد کی کلیۃً نفی کرتا ہے۔ یہ ہر اس قدم کی سختی سے مذمت کرتا ہے جس سے آزادئ مذہب اور آزادئ ضمیر متاثر ہوتی ہے۔ اسلام کسی بھی صورت مذہب کے معاملہ میں کسی جبر اور زبردستی کی اجازت نہیں دیتا بلکہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ مذہب انسان کے دل کا معاملہ ہے اور یہ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے۔ اس لئے میرا یہ مضبوط ایمان ہے کہ غیر مسلموں کے اسلام کے بارہ میں جو تحفظات ہیں، وہ غلط فہمی پر مبنی ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کوئی بھی مسجد بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیم کے مطابق اس کی تعمیر کے مقاصد کو سامنے رکھا جائے۔ جب حقیقی مسلمان مسجد بناتے ہیں تو ان کا مقصد کیا ہوتا ہے۔ اگر کوئی انسان منصفانہ نظر سے دیکھے کہ مسجد کیوں بنائی جاتی ہے اور کیا وجہ ہے کہ اسے مسلمانوں کے لئے مقدس سمجھا جاتا ہے، تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ حقیقی مسجد سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اب مقامی لوگوں میں پیدا ہونے والی کسی بھی ممکنہ بے چینی کو کم کرنے کے لئے مسجد کے بنیادی مقاصد بیان کروں گا تا کہ آپ کو معلوم ہو کہ یہ مسجد اور تمام حقیقی مساجد کس چیز کی علامت ہیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

مسجد بنانے کا بنیادی مقصد بلاشبہ ایک خدا کی عبادت ہے۔ اس لئے مساجد وہ جگہیں ہیں جہاں مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں اور اللہ کے سامنے جھکتے ہیں، سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ایسی عبادت دن میں پانچ دفعہ کی جاتی ہے اور اسے نماز کہتے ہیں۔ یہ ہر مسلمان کے ایمان کا بنیادی حصہ ہے جو اس کے لئے بجالانا واجب ہے۔ دوسرا اہم مقصد مساجد کا یہ ہے کہ ایک ایسی جگہ جہاں مسلمان اکٹھے ہو کر عبادت کرسکیں اور آپس کے تعلقات کو مضبوط بناتے ہوئے معاشرے میں اتحاد پیدا کرسکیں۔ لہٰذا مساجد کے ذریعہ سے مسلمان زیادہ آسانی سے معاشرہ میں حسن سلوک، ہمدردی اور بھائی چارہ کی فضاء قائم کرسکتے ہیں۔ تیسرا اہم مقصد کسی بھی مسجد کا یہ ہے کہ غیر مسلموں کو اسلام کی تعلیمات کے متعلق آگاہی دی جائے اور تمام معاشرے کے حقوق ادا کئے جائیں۔ یہ مساجد ایک پلیٹ فارم مہیا کرتی ہیں تا کہ مسلمان متحد ہو کر اپنی مقامی آبادی کی خدمت کرسکیں اور معاشرے کے تمام افراد کی بلاتمیز رنگ ونسل مدد کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۂ نساء آیت 37 میں فرماتا ہے:

'اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی۔ اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔'

اس آیت کریمہ میں قرآن مجید مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ تمام لوگوں سے ہمدردی اور شفقت کا سلوک کیا جائے۔ اسلام مسلمانوں سے کہتا ہے کہ وہ والدین، افرادِ خانہ، دیگر رشتہ داروں اور معاشرے کے بے کس افراد کی بھی خدمت کریں۔ قرآن کریم ہمسائے کے حقوق ادا کرنے پر بھی بہت زور دیتا ہے۔ ہمسائے سے صرف وہی افراد مراد نہیں ہیں جو انسان کے گھر کے ساتھ رہتے ہیں بلکہ اسلام میں ہمسائے کا تصور بہت وسیع ہے۔ صرف وہ جو قریب یا دور رہتے ہیں اس میں شامل نہیں بلکہ ہمسایہ کی تعریف میں انسان کے وہ ساتھی بھی شامل ہیں جو اس کے ساتھ کام کرتے ہوں، یا اس کے ساتھ سفر میں ہوں، اور وہ بھی شامل ہیں جن کا اس کے ساتھ تعلق ہو۔ اس لئے خلاصۃً اس شہر کے تمام افراد اس مسجد کے ہمسائے ہیں۔ اس لئے حقیقی مساجد بجائے معاشرہ کا امن برباد کرنے کے مختلف طبقات اور مذاہب کے افراد کے درمیان امن کو فروغ دیتی ہیں۔ مساجد جہاں مسلمانوں کے اپنے خالق کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرتی ہیں وہاں دوسرے لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں بھی ممد ہیں۔ وہ مساجد کسی کام کی نہیں ہیں جو یہ اہم مقاصد پورا نہیں کرتیں، ایسی مساجد ان کھوکھلے شیلز کی طرح ہیں جو کسی کام نہیں آتے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہماری تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہم جب مسجد بناتے ہیں تو ان مقاصد کو جو میں نے ابھی بیان کئے ہیں پورا کرنے کی کوشش کرتے ہے۔ ہم اپنے حسن سلوک اور نیک برتاؤ سے عملی طور پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم اپنی جماعت کے ماٹو ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ہم دیگر مسلمانوں اور غیر مسلموں سے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم بین المذاہب بات چیت کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم اپنے ہمسایوں کی قدر اور ان کا خیال رکھتے ہیں۔ ہم ہمیشہ ضرورت پڑنے پر ان کی مدد کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ہم کمزوروں اور محروموں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ ہم ہر جگہ معاشرے کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں اور محب وطن شہری ہیں۔ یہی ہمارا مذہب اور تعلیمات ہیں۔ انہی مقاصد کے لئے ہم مسجد بناتے ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ سب لوگ سمجھ گئے ہوں گے کہ مسجد کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جس سے ڈرا جائے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حقیقی مسجد صرف خدا کی عبادت کی جگہ ہی نہیں بلکہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں سے مسلمان اکٹھے مل کر دیگر افرادِ معاشرہ کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورۂ ماعون کی آیات 5 تا 7 میں بیان ہے کہ:

''پس اُن نماز پڑھنے والوں پر ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔ وہ لوگ جو دکھاوا کرتے ہیں۔''

یہ آیات واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ ان لوگوں کی نمازیں ردّ کردی جائیں گی جو اللہ تعالیٰ کی عبادت تو کرتے ہیں مگر اس کی مخلوق کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ ان کی نمازوں اور مسجد میں حاضری کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ وہ صرف ایک دکھاوا ہے۔ قرآن مجید نے نہایت واضح طور پر بیان کردیا ہے کہ ان کی نمازیں بے معنی ہیں اور ان کے منافقانہ اطوار انہیں صرف ذلت وگمراہی میں بڑھاتے ہیں۔

دراصل حقیقت یہ ہے کہ سچے مسلمان جو مخلص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ کبھی کوئی ایسا کام نہیں کرسکتے جس سے معاشرے کا مفاد یا امن خراب ہوتا ہو۔ نہ ہی وہ دوسروں کے حقوق غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ایسا کرنے سے ان کا ایمان خراب ہوتا ہے اور ایسا عمل قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کے منافی ٹھہرتا ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس لئے میں آپ کو ایک بار پھر یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس مسجد کے بارہ میں آپ کو کسی بھی قسم کی بے چینی کی ضرورت نہیں۔ اس مسجد کے دروازے ہمیشہ امن پسند لوگوں کے لئے کھلے رہیں گے۔ یہ ہمیشہ ان لوگوں کے لئے کھلے رہیں گے جو انسانیت کی قدر کرتے ہیں۔ میں آپ کو مکمل اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ مسجد امن کی علامت بن کر اُبھرے گی اور اس سے جو پیار، محبت، بھائی چارہ پھوٹے گا وہ اس پورے شہر بلکہ اس سے بھی آگے جائے گا۔ یہ ایک ایسا مینار بنے گی جو چار سو روشنی پھیلائے گی۔ یہ ایسا مقام امن ہوگی جہاں اکٹھے ہو کر عبادت کرنے والے اپنے ہمسایوں سے حسن سلوک کریں گے اور ان کے حقوق ادا کریں گے۔ یہ اسلام کی روشن تعلیم کو ظاہر کرے گی اور تمام خوفوں اور تصورات کو دور کردے گی جو ہمارے مذہب کے بارہ میں پائے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ مقامی لوگوں کے دلوں میں رہ جانے والے خوف سب دور ہو جائیں گے جب وہ اس مسجد کو دیکھیں گے اور لوگوں سے ملیں گے جو یہاں عبادت کریں گے تو وہ جلد سمجھ جائیں گے کہ کسی پریشانی اور بے چینی کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ یہ بات کہہ دینا آسان ہے لیکن جلد ہی آپ میری ان باتوں کی خود تصدیق کریں گے کہ احمدی مسلمان وہی کرتے ہیں جس کی وہ تبلیغ کرتے ہیں اور اسلام کی امن والی تعلیم کا صرف دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ اسے مقدم بھی رکھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مقامی آبادی جلد ہی یہ محسوس کرلے گی کہ جو کچھ میں نے مسجد کے مقاصد کے بارہ میں ابھی بیان کیا ہے وہ کوئی سہانے سپنے نہیں بلکہ کامل سچائی ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ معاشرے کے ہر فرد کا یہ فرض ہے، چاہے مسلمان ہوں یا غیر مسلم، مذہبی ہوں یا غیر مذہبی کہ دنیا کی فلاح وبہبود اور امن کے لئے مل جل کر کام کریں۔ ایک دوسرے پر الزامات لگانے اور دوسروں کی خامیوں اور کمزوریوں پر انگلی اُٹھانے کی بجائے ہمیں اپنے دلوں کو کشادہ کرتے ہوئے ہمدردی اور حسن سلوک کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ ایک دوسرے کے مذاہب پر حملہ کرنے اور بلاضرورت دوسروں کو اشتعال دلانے کی بجائے یہ وقت کی فوری ضرورت ہے کہ ہم باہمی عزت واحترام اور برداشت کا مظاہرہ کریں۔ حقیقی اور دیرپا امن اچانک قائم نہیں ہوجاتا بلکہ ہم سب پر فرض ہے کہ ہم اُن باتوں پر اپنی توجہ مرکوز کریں جو ہمیں آپس میں ملائیں اور متحد کریں نہ کہ ہمارے اختلافات ہمیں تقسیم کردیں اور معاشرے کو تباہ کردیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہم دنیا کی تاریخ کے نازک موڑ سے گزر رہے ہیں جہاں دنیا قومی اور بین الاقوامی سطح پر تقسیم در تقسیم ہورہی ہے۔ ہم تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ اس لئے اب وقت ہے کہ ہم ازسرِنو جائزہ لیں اور اپنی تمام تر توانائی انسان کے مستقبل کو محفوظ بنانے میں صرف کریں۔ اب وقت ہے کہ ہم اپنی انسانیت کو ظاہر کریں اور اپنے معاشرہ، قوم بلکہ ساری دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔ یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب ہم آپس میں مل جائیں اور ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کریں، تب ہی ہم اس خلیج کو پُر کرسکتے ہیں جو اکثر دنیا میں پھیل چکی ہے۔ تب ہی ہم اپنے بچوں کے لئے اُمید کی کرن پیدا کرسکتے ہیں، تب ہی ہم اپنے پیچھے آنے والی نسلوں کے لئے پُرامن اور خوشگوار دنیا چھوڑ سکتے ہیں۔ ہمیں ذاتی نفع اور لالچ کی وجہ سے اندھا نہیں ہوجانا چاہئے بلکہ ہمیں اپنی آنکھیں کھولنی

چاہئیں اور مشترکہ مفاد پر نظر رکھنی چاہئے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میں اُمید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ہم سب بلاامتیاز مذہب اور عقیدہ، اکٹھے مل کر خیرخواہی اور باہم احترام کے جذبہ کے ساتھ کام کرسکیں۔ ہماری مشترکہ خواہش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اپنے بعد آنے والوں کے لئے دنیا کو ایک بہتر جگہ بنائیں۔ ہمارا مشترکہ مقصد امن کا قیام اور تمام افرادِ معاشرہ کے درمیان ہم آہنگی اور خیرخواہی پیدا کرنا ہو۔ ہمیں مستقل یہ کوشش کرنی ہوگی کہ ہم اپنے پیچھے اپنے بچوں کے لئے ایک پُرامن دنیا چھوڑیں، جہاں لوگ بلاامتیاز مذہب، قوم اور عقیدہ کے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہ سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم سب مل کر انسانیت کی بہتری کے لئے کام کرسکیں۔ آمین۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آخر میں مَیں آپ سب کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ یہاں ہمارے ساتھ شامل ہوئے، اللہ تعالیٰ آپ سب پر اپنا فضل فرمائے، آمین۔ آپ سب کا بہت بہت شکریہ۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر پچیس منٹ تک جاری رہا۔

آخر پر حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔ ازاں بعد بعض مہمانوں نے باری باری حضورِانور سے ملنے کی سعادت حاصل کی اور بعض نے درخواست کر کے تصاویر بنوائیں۔

تقریب کے بعد یہاں سے مسجد بیت الرحمٰن کے لئے روانگی ہوئی۔ بالٹی مور سے مسجد بیت الرحمن کا فاصلہ 34 میل ہے۔ ساڑھے نو بجے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہاں تشریف آوری ہوئی۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد تشریف لے آئے اور نمازِ مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آج کے خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمانوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

☆...ایک مہمان ٹیچر نے کہا :

حضورانور کے خطاب نے مجھے بہت متأثر کیا ہے۔ یہ وضاحت ضروری تھی۔ مجھے خاص طور پر اس بات پر خوشی ہوئی ہے کہ جو آپ نے مسجد کے مقاصد بیان فرمائے ہیں اور یہ کہ مسجد اپنے ہمسایوں کے لئے کیا کام آئے گی۔ ہمیں ایک دوسرے سے اختلافات کے باوجود مشترکہ امور پر اکٹھے ہونا چاہئے اور باہم مِل کر معاشرے کی بہتری کے لئے کام کرنا ہے۔ یہ ایک شاندار پیغام تھا۔ اگر اس پر عمل ہو تو معاشرہ بہت بہتر ہوسکتا ہے۔

☆...ایک یونیورسٹی کے پروفیسر نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

حضورانور کا پیغام کہ ہمیں مثبت چیزیں دیکھنی چاہئیں۔ جہاں ہمارے مابین اختلافات ہیں اسی جگہ ہم میں بہت سی چیزیں مشترکہ ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز پیغام تھا کہ جس کے ذریعہ ہم معاشرے میں اہم تبدیلی پیدا کرسکتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے، ایک دوسرے کا احترام کرنا ہے۔ بہت ہی اچھا پیغام ہے۔ یو ایس اے کے ماحول میں یہ پیغام بہت اہم ہے۔ بطور امریکی ہمیں نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے بچوں کے لئے کام کرنا ہے، معاشرے میں سب کو ساتھ ملا کر آگے چلنا ہے۔ مجھے اس حیرت انگیز پیغام نے بہت متأثر کیا ہے۔

☆... گیمبیا کی ایمبیسی سے تعلق رکھنے والے Lamin صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

یہ خطاب بہت متأثرکُن تھا۔ مَیں خود بھی ایک احمدیہ سکول میں پڑھا ہوں۔ جو مَیں نے آج ہوں وہ احمدیہ جماعت کے باعث ہوں۔ میں آپ لوگوں کا بہت شکرگزار ہوں۔ مَیں گیمبیا کی ایمبیسیڈر اور تمام ملک کی جانب سے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ گیمبیا میں آپ لوگوں کے رفاہی کام انتہائی شاندار ہیں۔ سکول، ہسپتال وغیرہ، ہر جگہ آپ انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کا بہت شکریہ۔

☆...ایک خاتون نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں حضورانور کے پیغام کو سن کر بہت جذباتی ہوگئی ہوں۔ میرے لئے یہ بہت پُرسکون باتیں تھیں۔ ان میں امید نظر آتی ہے۔ آجکل کے حالات میں میرے لئے اس خطاب میں بہت ہی اہم پیغامات تھے۔ مسلمانوں اور غیرمسلموں، کالے اور گورے کے درمیان یہاں بہت خلیجیں حائل ہیں۔ ہمیں ان سب دوریوں کا حل تلاش کرنا ہے اور یہ باہمی احترام سے ہی ممکن ہے۔ حضورانور نے جو ہمسایہ کی تعریف فرمائی ہے، ہمسایہ سے حسن سلوک کا جو پیغام دیا ہے، یہ میرے لئے بہت ہی شاندار تھا۔ اس پیغام کو سُن کر مجھے اسلام کے بارے میں مزید جاننے کی ترغیب ہوئی ہے۔ آپ لوگوں کا بہت شکریہ۔

☆...ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا، ایک بہت ہی شاندار پیغام تھا۔ میں ہندو ہوں لیکن میں یہاں آیا ہوں، کیونکہ ہم سب انسان ہیں، ہمیں اکٹھے مل کر کام کرنا ہے۔ مجھے یہاں آکر اور ایسا پیغام سن کر بہت خوشی ہوئی ہے۔

☆... بلال علی صاحب (Representative of State from 41 District) بھی اس پروگرام میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

حضورانور نے جو پیغام دیا ہے اس کی گونج یہاں تمام افراد میں سنائی دے رہی ہے۔ باہمی اتحاد، یگانگت، محبت اور پیار کی فضا قائم کرنے میں یہ پیغام بہت اہم ہے۔ اسلام کے خلاف جو تحفظات پائے جاتے ہیں، انہیں دُور کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ آپ کا موٹو 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' ایسا پیغام ہے، جو ہم سب کے لئے ایک قابلِ قبول ماٹو ہے۔ حضورانور نے بروقت بہت سے مسائل کا حل ہمیں بتا دیا ہے۔ خاص کر یہاں کے حالات میں جہاں کافی حد تک سیاسی بیانیہ بھی مسلمانوں کے خلاف جذبات ابھار رہا ہے، حضورانور جیسے اعلیٰ وجود کی یہاں آمد اور ان امور کے حوالہ سے رہنمائی بہت ہی اچھا قدم ہے۔ آپ نے ایسے ماحول میں بہت ہی پُرحکمت، دلائل سے پُر پیغام دیا ہے، جس سے کوئی بھی عقل رکھنے والا انکار نہیں کرسکتا۔ میں نے معاشرہ میں امن قائم کرنے کا بہت آسان حل سیکھا ہے، وہ یہ کہ اپنے گھر سے شروع کریں، ہمسایوں سے حسنِ سلوک کریں، آپ کو تمام دنیا کو بدلنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف وہ افراد جن سے آپ ملتے جلتے ہیں، ان میں پیار بانٹیں، ان کی خدمت کریں تو تمام معاشرہ پُرامن ہوجائے گا۔ یہ ایک بہت ہی آسان نسخہ ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ دعوتِ حق کرو۔ اصل دعوتِ حق تو آپ کا اپنا نمونہ ہے۔ اگر آپ کا نمونہ اچھا ہے تو پھر تمام کام آسان ہوجاتے ہیں۔ بالٹی مور میں حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے احمدیہ مسلم جماعت میدان میں آئی ہے اور معاشرے میں ایک مثبت کردار ادا کرنے کے لئے اس نے اپنے عزم کا اظہار کیا ہے۔ یہ بہت ہی قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ لیکن آپ کے اچھے کام یہاں پر میڈیا میں اتنے پیش نہیں کئے جاتے اور ان کاموں کو سراہا نہیں جاتا۔ میں ہر حال میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں۔

☆... ڈسٹرکٹ 48 سے سٹیٹ نمائندہ بھی اس پروگرام میں شریک تھیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

میں کہنا چاہتی ہوں کہ میں اس خطاب سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ خاص کر ایسے حالات میں جب مسلمانوں کے حوالہ سے معاشرے میں خوف پایا جاتا ہے اور اس ملک میں نسلی بنیادوں پر تفریق ہے، ان حالات میں مجھے بہت خوشی ہے کہ حضورِانور نے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہر ایک سے محبت کرو اور کسی سے نفرت نہ کرو۔ یہی وہ باتیں ہیں جو ہمیں چاہئیں، محبت، امن، انصاف، بالٹی مور کو یہ اعلیٰ اقدار حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں اور اس اہم پیغام کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی ہے۔

☆...ان کے خاوند نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

جیسا کہ میری اہلیہ نے کہا ہے، یہ ہمارے لئے بہت ہی اہم پیغام ہے۔ حضورِانور کی موجودگی ہمارے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔ ہم خود کوشش کر کے جتنی بھی معاشرے کی بہتری کی باتیں کرلیں، ان کا اتنا اثر نہیں ہوسکتا جتنا حضورِانور کی موجودگی سے ہوا ہے۔ احمدیہ مسلم کمیونٹی صرف یہاں ہی نہیں بلکہ تمام یوایس اے میں ایک شاندار کردار ادا کر رہی ہے۔ ہم دونوں عیسائی ہیں اور ہمارے بہت سے مسلمان دوست ہیں اور ان سے بہت اچھا گہرا تعلق ہے۔ آپ سب کی کاوشوں کا بہت شکریہ۔

☆...ایک عمر رسیدہ خاتون نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

میں نے حضورِانور سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ یہ پیغام یو ایس اے کے لئے بہت اہم پیغام تھا۔ میری خواہش ہے کہ یوایس اے میں مزید بھی ایسی بڑی شخصیات ہوں جو امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کریں، جیسا کہ حضورِانور کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔

☆...ایک مہمان عمیرہ قاضی صاحبہ نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

ایک فیملی فرینڈ نے ہمیں یہاں آنے کی دعوت دی تھی اور میں اسی تجسس میں یہاں آئی تھی کہ جا کر احمدیوں کا پروگرام دیکھوں۔ میں حضورِانور کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئی ہوں، حضورِانور کا پیغام بہت اہم تھا۔ حضورِانور نے جو ہمیں یقین دلایا ہے کہ یہ مسجد اپنے مقاصد پورے کرنے والی ہوگی، میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ یہاں کی کمیونٹی اب کیسے ان مقاصد کو پورا کرتی ہے۔ میں یہاں نمازیں پڑھنے آؤں گی۔ میرے خیال میں آپ نے نہایت ہی موزوں وقت پر بڑے اچھے انداز میں ہمیں سمجھایا ہے۔ ہمیں تمام اختلافات بھلا کر، مشترکہ باتوں پر اکٹھے ہو کر معاشرہ کی خدمت کرنی ہے۔ میری خواہش تھی کہ ہمیں کوئی ایسا پلیٹ فارم ملے اور یہ پلیٹ فارم حضورِانور نے ہمیں فراہم کر دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت نے بہت شاندار کام کیا ہے اور میں اس کام کو مزید بڑھتا اور پھیلتا دیکھنا چاہتی ہوں۔

☆...نیوجرسی سے ایک میڈیکل سٹوڈنٹ لیلیٰ قاضی صاحبہ بھی اس پروگرام میں شریک تھیں۔ یہ کہتی ہیں؛

حضورِانور نے جو سب لوگوں کو ساتھ ملا کر کام کرنے کا ارشاد فرمایا ہے، یہ بہت ہی اہم پیغام ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مسجد لوگوں کے اکٹھے ہونے کی جگہ ہے، نہ صرف عبادت کرنے کے لئے بلکہ مل کر معاشرہ کی خدمت کرنے کے لئے۔ میں اس پیغام سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ خاص کر 9/11 کے سانحہ کے بعد مسلمانوں کو یہاں عجیب نظر سے دیکھا جاتا ہے، اسی طرح اسلامی مساجد کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت اچھا پروگرام تھا جس میں غیرمسلم بھی مدعو تھے، تاکہ وہ خود آ کر مسجد کے مقاصد کے حوالہ سے کھل کر سوال کرسکیں اور اپنی تسلی کرسکیں۔ حضورِانور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کی جماعت معاشرے کی بہتری کے لئے بہت سے فلاحی کام کر رہی ہے، میرے خیال میں غیرمسلم یہاں سے اسلام کے بارے میں بہت مثبت تصویر لے کر جائیں گے۔

☆... مشعل صاحبہ جو کہ ایک پریسبیٹیرین چرچ میں منسٹر ہیں، اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں؛

میں حضورِانور کے امن کے پیغام سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ حضورِانور نے باہمی اتحاد، یگانگت پر زور دیا ہے اور خوف ختم کر کے محبت قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ پیغام بہت اہمیت کا حامل ہے۔ مساجد کے قیام کے حوالہ سے آپ نے جو مقاصد بیان فرمائے ہیں، یہ بہت شاندار ہیں۔ پھر حضور نے ہمسایوں سے حسنِ سلوک کی تعلیم کا بھی ذکر کیا ہے۔ میرے لئے یہ نئی چیزیں ہیں۔ میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ عیسائیت میں جو پیار محبت کی تعلیم دی گئی ہے، یہ تو وہی باتیں ہیں۔ جبکہ میڈیا ایک الگ ہی چیز پیش کرتا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ حضورِانور نے ہمیں یہ باتیں بتائی ہیں۔

☆...ایک ہسٹورین ڈاکٹر فاطمہ صاحبہ بھی اس پروگرام میں مدعو تھیں۔ یہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں؛

میری سپیشلائزیشن یوایس اے میں اسلام ہے اور اس حوالہ سے میں نے یوایس اے میں اسلام کی تاریخ پر کافی کام کیا ہوا ہے۔ میں کوئی دینی سکالر نہیں ہوں، بلکہ صرف تاریخ دان ہوں۔ اس حوالہ سے حضورِانور نے جو یہ فرمایا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اس دور میں اسلام کی تجدید کی ہے، میرا ذہن اُسی طرف لگا ہوا ہے اور میں اب اس حوالہ سے مزید تحقیق کو بڑھاؤں گی۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب میری تحقیق کا محور نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہیں بلکہ آپ کی تحریرات اور ارشادات بھی ہیں، جن کے ذریعہ سے آپ نے یہ احیاء فرمایا ہے۔ حضورِانور کا امن کا پیغام ایک حیرت انگیز پیغام ہے۔ آپ نے اسلامی حسنِ سلوک کو دیگر مذاہب تک محدود نہیں رکھا بلکہ غیر مذہبی افراد سے بھی حسنِ سلوک کا ارشاد فرمایا ہے۔ آپ کا نظریہ ہے کہ بلاتفریق رنگ ونسل اور مذہب ہم سب ایک ہو کر بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کام کریں۔ کیا ہی شاندار پیغام ہے۔ بطور مسلمان ہمیں شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، اس لئے ایک عظیم مسلمان کی جانب سے اسلامی تعلیم بیان کیا جانا ایک احسن قدم ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں اس پروگرام میں آئی ہوں۔ دعوت دینے کا بہت شکریہ۔

(...............جاری ہے)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ : تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک : پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

اسماء النبی ﷺ فی القرآن

حافظ محمد نصر اللہ جان۔ مربی سلسلہ

قسط نمبر6 (آخری)

19۔ طٰہٰ ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو سورۃ طٰہٰ کے آغاز میں اس نام سے یاد فرمایا۔ طٰهٰ ۔ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی۔ اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی (طٰہٰ:2-4) یعنی اے کامل قوتوں والے مرد۔ ہم نے تجھ پر (یہ) قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تو دکھ میں پڑ جائے۔ (یہ تو) صرف (خدا سے) ڈرنے والے انسان کے لئے راہنمائی اور ہدایت (کے لئے) ہے۔ (تفسیر صغیر)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تفسیر صغیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"طٰہٰ حروف مقطعات میں سے نہیں ہے۔ بلکہ عرب کے مختلف قبائل میں اس کے معنے یَا رَجُلُ کے ہیں یعنی اے مرد کامل القویٰ (فتح البیان)۔ کامل قوتوں والے مرد سے اس طرف اشارہ ہے کہ مردانگی کی صفات شجاعت، سخاوت اور بدی کا مقابلہ کامل طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہیں۔ آپؐ کی بیوی حضرت خدیجہؓ نے جب آپؐ پر پہلا الہام نازل ہوا اور آپؐ کچھ گھبرا سے گئے تو الہام سن کر اور آپ کی یہ حالت دیکھ کر یہ شہادت دی کہ کَلَّا وَاللّٰہِ لَا یُخۡزِیۡکَ اللّٰہُ اَبَدًا یعنی آپؐ کے اندیشے غلط ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَقۡرِی الضَّیۡفَ وَ تَکۡسِبُ الۡمَعۡدُوۡمَ وَ تُعِیۡنُ عَلٰی نَوَائِبِ الۡحَقِّ کیونکہ آپؐ ہمیشہ رشتہ داروں سے نیک سلوک کرتے ہیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو دنیا سے مٹ گئے ہیں ان کو پھر سے قائم کر رہے ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر کسی شرارت کے پھنس جاتا ہے تو آپ اس کی مدد کرتے ہیں (بخاری) انسان کی سب سے بڑی گواہ اس کی بیوی ہی ہو سکتی ہے جو ہر وقت اس کے حالات کو دیکھتی ہے پس یہ گواہی سب سے معتبر گواہی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ میں طٰہٰ تھے یعنی ایک کامل مرد میں جو فضائل پائے جانے چاہئیں وہ سب کے سب آپؐ میں بدرجۂ اتمّ پائے جاتے تھے۔"

(تفسیر صغیر از حضرت مصلح موعودؓ فٹ نوٹ زیر آیت ھٰذا)

اللہ تعالیٰ نے اپنا پاک اور کامل کلام اس مرد کامل پر نازل فرمایا۔ ہر دَور اور امت کے بہترین اور قویٰ کے لحاظ سے طاقتور ترین انسانوں (ان اقوام کے انبیاء) پر یہ کلام پیش کیا گیا لیکن اِس کامل قوتوں والے مردِ خدا کے سوا کوئی بھی اسے اٹھانے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ ربُ العالمین اس حقیقت کا اظہار اس طرح فرماتا ہے: اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَیۡنَ اَنۡ یَّحۡمِلۡنَہَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡہَا وَحَمَلَہَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوۡمًا جَہُوۡلًا (الاحزاب:73) یعنی یقیناً ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے جبکہ انسانِ کامل نے اسے اٹھا لیا یقیناً وہ (اپنی ذات پر) بہت ظلم کرنے والا (اور اس ذمہ داری کے عواقب کی) بالکل پروانہ کرنے والا تھا۔

آنحضرت ﷺ کے عاشق کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:

"یعنی ہم نے اپنی امانت کو جس سے مراد عشق و محبت الٰہی اور مورد ابتلا ہو کر پھر پوری اطاعت کرنا ہے آسمان کے تمام فرشتوں اور زمین کی تمام مخلوقات اور پہاڑوں پر پیش کیا جو بظاہر قوی ہیکل چیزیں تھیں سو ان سب چیزوں نے اُس امانت کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اُس کی عظمت کو دیکھ کر ڈر گئیں مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا کیونکہ انسان میں یہ دو خوبیاں تھیں ایک یہ کہ وہ خدائے تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس پر ظلم کر سکتا تھا۔ دوسری یہ خوبی کہ وہ خدائے تعالیٰ کی محبت میں اس درجہ تک پہنچ سکتا تھا جو غیر اللہ کو بکلی فراموش کر دے"

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ 75-76)

آپ علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی مدح میں بیان فرماتے ہیں:

"امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا (النساء:59) اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ہم مضمون حقیقتِ اسلام میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرۡتُ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ (الانعام:163-164) وَاَنَّ ہٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡہُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمۡ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ ؕ ذٰلِکُمۡ وَصّٰکُمۡ بِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔ (الانعام:154) قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32) فَقُلۡ اَسۡلَمۡتُ وَجۡہِیَ لِلّٰہِ (آل عمران:21) وَاُمِرۡتُ اَنۡ اُسۡلِمَ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (المومن:67) یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتداء سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو جو خدا تعالیٰ کی ساری امانتیں اس کو واپس دینے والا ہو۔"

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 161-163)

اس جگہ ایک سوال اٹھتا ہے کہ سورہ طٰہٰ میں فرمایا کہ یہ قرآن کریم اس لئے نہیں نازل کیا گیا کہ آپ ﷺ تکلیف میں پڑیں۔ لیکن دوسری جگہ فرمایا انسان کامل اپنے نفس پر سب سے بڑھ کر ظلم کرنے والا تھا، سب سے زیادہ تکلیف اٹھانے والا تھا اس لئے اس پر اس امانت کی ذمہ داری ڈالی گئی۔

اس سوال کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ سورہ طٰہٰ میں قرآن کریم کی نزول کا مقصد اور اس کا نتیجہ بیان فرمایا ہے کہ نزول قرآن سے مراد تکلیف میں ڈالنا نہیں ہے بلکہ اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی (طٰہٰ:4) رہنمائی ہدایت اور شرف قائم کرنے کے لئے ہے۔ نزول قرآن کریم صفت رحمانیت کے تحت ہے یعنی اس کے لئے انسان کی اپنی کوئی کوشش، خواہش اور افعال و اعمال کا دخل نہیں۔ لیکن نزول کتاب کے بعد صفت رحیمیت کا مورَد بننے کے لئے عملی اقدامات یعنی پیغام پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنی ہوگی اور اس کے لئے تکالیف اٹھانی پڑیں گی۔ جتنی عظیم کتاب اور تعلیم ہے اسی قدر بوجھ ذمہ داریوں کا بھی ہوگا۔ اتنا ہی اپنی ذات کو تکلیف میں ڈالنا ہوگا۔ فَاسۡتَقِمۡ کَمَاۤ اُمِرۡتَ (ھود:113) پس جیسے تجھے حکم دیا جاتا ہے (اس پر) مضبوطی سے قائم ہو جا۔ اس جگہ بھی انہیں ذمہ داریوں کا ذکر ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: شَیَّبَتۡنِیۡ ھُوۡدٌ (سنن ترمذی ابواب تفسیر القرآن باب من سورۃ الواقعۃ) کہ سورہ ھود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ آسمانوں اور پہاڑوں کی وسعت سے بڑھ کر یہ ذمہ داری تھی جسے انسان کامل نے اٹھایا اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر اس ذمہ داری کی ادائیگی کا گواہ اللہ تعالیٰ کو بنایا۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ نہ صرف روحانی قوت اور تاثیر میں سب سے بڑھ کر تھے بلکہ آپؐ انبیائے کرام کی دوسری خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن میں بھی کمال رکھتے تھے۔

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہ بھی اکمال کا ایک پہلو ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رَأَیۡتُہٗ فِیۡ حُلَّۃٍ حَمۡرَاءَ لَمۡ اَرَ شَیۡئًا قَطُّ اَحۡسَنَ مِنۡہُ کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو سرخ لباس میں دیکھا، میں نے آپ ﷺ سے خوبصورت کبھی کسی اور کو نہ دیکھا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ)

شاعر النبی ﷺ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حسنِ سیرت و حسن صورت کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

وَاَحۡسَنُ مِنۡکَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَیۡنِیۡ
وَاَجۡمَلُ مِنۡکَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّءً مِنۡ کُلِّ عَیۡبٍ
کَاَنَّکَ قَدۡ خُلِقۡتَ کَمَا تَشَاءُ

کہ آپ ﷺ جیسا حسین میری آنکھوں نے کبھی دیکھا ہی نہیں، آپ ﷺ سے خوبصورت کبھی کسی عورت نے جنا ہی نہیں۔ آپ ﷺ ہر عیب سے پاک تخلیق کئے گئے ہیں، گویا کہ جیسا آپ ﷺ نے چاہا ویسے ہی تخلیق کئے گئے۔

جسمانی قویٰ کے لحاظ سے بھی آپ ﷺ دیگر افراد سے بالا نظر آتے ہیں۔ غزوۂ احزاب کے ایام میں خندق کی تیاری کے وقت بھوک کی شدت سے بعض اصحاب النبیؐ نے اپنے پیٹ سے ایک ایک پتھر باندھ رکھا تھا لیکن آپ ﷺ نے زیادہ مشقت اور غالباً فاقہ کے طوالت کی وجہ سے دو پتھر باندھ رکھے تھے۔ انہیں ایام میں جب صحابہ سے ایک پتھر نہ ٹوٹ سکا تو آپ ﷺ کو اطلاع کی گئی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے کدال مار کر اسے توڑ دیا۔ اسی پتھر کو کدال مارتے وقت اللہ تعالیٰ نے ایران و شام کی فتوحات کی خوشخبری عطا فرمائی۔

صحابہ کرام کی روایات کے مطابق غزوات میں لڑائی کا سب سے زیادہ زور آپ ﷺ کے اردگرد ہی ہوتا تھا۔ غزوۂ احد میں بھی کفار کے نرغہ میں ثابت قدم رہے حتیٰ کہ ضربات کی شدت کی وجہ سے گر پڑے۔ غزوۂ حنین میں ساتھیوں کے قدم اکھڑنے کے بعد بھی تن تنہا دشمن کی طرف بڑھتے رہے اور علی الاعلان اپنا تعارف کرواتے رہے تاکہ دشمن آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہو اور صحابہ پھر سے سنبھل سکیں۔ غزوۂ ذات الرقاع سے واپسی پر ایک شخص نے آپؐ کو نہتا دیکھ کر آپؐ پر تلوار سونت لی تو گھبرانے کی بجائے اپنے اللہ پر توکل کا اظہار ایسے طریق سے فرمایا کہ رعب سے اس شخص کے ہاتھ تلوار چھوٹ گئی۔

جسمانی مشقت کا ایک رنگ راتوں کی عبادت میں بھی نمایاں ہے۔ آپؐ کی راتوں کی عبادات اس قدر طویل ہوتیں کہ پاؤں سوج جاتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کی عبادت کروں۔ آپ ﷺ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میں نے تھک کر ایک برا ارادہ کر لیا۔ یہ کہ میں بیٹھ جاؤں۔

(بخاری کتاب الجمعہ باب طول القیام فی صلاۃ اللیل)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دنیا میں کروڑ ہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے۔ لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مرد خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ 301)

آپ علیہ السلام ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سچا نبی اور خدا تعالیٰ کے مقربوں میں سے تھا۔ مگر وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو"

(اتمام الحجۃ، روحانی خزائن جلد نمبر8 صفحہ:308)

20۔ طیب ﷺ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے طٰہٰ کے معانی "طَیِّب ھَادِیٌ: اے پاک (رسول) اور ہادیٔ کامل!" کئے ہیں۔

طیب کے معانی پاک کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی معروف لغت المفردات فی غریب القرآن کے مصنف امام راغب تحریر کرتے ہیں کہ اصل میں طیب اس چیز کو کہتے ہیں جس سے حواس اور نفس لذت حاصل کریں... طیب انسان وہ ہے جو نجاست اور گناہ سے پاک اور برے اعمال سے مبرا ہو۔ علم، ایمان اور اچھے اعمال کا حامل ہو۔ طیب کے معانی پاک بھی ہیں۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ان تمام خوبیوں کے حامل تھے۔ نہ صرف خود پاک تھے بلکہ امت کو پاکیزگی اور طہارت کی جو تعلیم آپ ﷺ نے دی اس کی مثال کسی اور شریعت میں نہیں ملتی۔ روزانہ پنجوقتہ نماز کے وقت وضو، کم از کم ہر جمعہ کے روز غسل کرنا، صبح اٹھنے سے لے کر رات سونے تک ہر کام کرتے وقت صفائی کا خیال رکھنا، کھانا کھاتے وقت ہاتھ دھونا، دعا کرنا، قرآن کریم کی تلاوت کے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت، حتیٰ کہ بیت الخلاء کی دعا بھی سکھائی گئی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو ایک یہودی نے طنزاً کہا کہ

تمہارا رسول کیسا ہے جو پیشاب وغیرہ کی دعا بھی سکھاتا ہے۔ یہودی کے اس قول کو حضرت سلمان فارسی فخریہ طور پر بیان کرتے تھے۔

(ترمذی کتاب الطہارت باب الاستنجاء بالحجارۃ)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو ہر نماز سے پہلے مسواک کا حکم دیتا۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ، باب السواک یوم الجمعہ)

ناخن صاف کرنا، جسم کے پوشیدہ حصوں کی صفائی، صاف کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، ان سب امور کے احکام صرف شریعت محمدیہ ﷺ میں ہی ملتے ہیں۔

21۔ ھادی

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول محمد مصطفی ﷺ کو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو جو کتاب دی گئی اس کی علّتِ غائی ہی هُدًى لِلْمُتَّقِينَ (البقرۃ:3) ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:

"علت رابعہ یعنے علّت غائی نزول قرآن شریف کو جو رہنمائی اور ہدایت ہے صرف متقین میں منحصر کر دیا اور فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنے یہ کتاب صرف ان جواہر قابلہ کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے جو بوجہ پاک باطنی وعقل سلیم وفہم مستقیم وشوق طلب حق ونیت صحیح انجام کار درجہ ایمان وخداشناسی وتقویٰ کامل پر پہنچ جائیں گے۔ یعنے جن کو خدا اپنے علم قدیم سے جانتا ہے کہ ان کی فطرت اس ہدایت کے مناسب حال واقعہ ہے۔ اور وہ معارف حقانی میں ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ بالآخر اس کتاب سے ہدایت پا جائیں گے اور بہرحال یہ کتاب ان کو پہنچ رہے گی۔ اور قبل اس کے جو وہ مریں۔ خدا ان کو راہ راست پر آنے کی توفیق دے دے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم، حاشیہ نمبر 11، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 201)

آپ ﷺ کے دل میں تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے درد تھا۔ آپ ﷺ کی پوری کوشش ہوتی کہ ہر شخص اللہ تعالیٰ کو پہچانے اور اپنی دنیا وآخرت کو سنوار لے۔ قرآن کریم میں بارہا رسول کریم ﷺ کی اس خواہش اور اس کے لئے کوشش کا ذکر ملتا ہے۔ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِن لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا (الکہف:7) کہ (کیا) اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تُو ان کے غم میں شدّت افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا: وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ (النمل:82) ترجمہ: اور یقیناً تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کی طرف نہیں لا سکتا تُو تو محض ان کو سنا سکتا ہے جو ہمارے نشانات پر ایمان لاتے ہیں اور وہ فرمانبردار ہیں۔

قُمْ فَأَنذِرْ (المدثر:3) کہ اُٹھ کھڑا ہو اور انتباہ کرٗ۔ کے حکم پر آخری سانسوں تک عمل کرتے رہے۔

22۔ یٰس

اس کے معانی "یا سید! اے سردار" کیے گئے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قوم کے سردار کے لئے تین شرائط بیان فرمائی ہیں: إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (البقرۃ:248) یعنی یقیناً اللہ نے اسے تم پر ترجیح دی ہے اور اُسے زیادہ کر دیا ہے علمی اور جسمانی فراخی کے لحاظ سے۔

آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس میں یہ تینوں خوبیاں کامل طور پر پائی جاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو چنا۔ آپ ﷺ کی علمی وسعت کا اندازہ قرآن کریم کے علمی معجزات دیکھ کر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا (النساء:114) اور تجھے وہ کچھ سکھایا ہے جو تو نہیں جانتا تھا اور تجھ پر اللہ کا فضل بہت بڑا ہے۔ اسی طرح جسمانی فراخی میں بھی آپ ﷺ سب سے بڑھ کر تھے۔ آپ ﷺ کی ذمہ داریاں ادا کرنے میں جسم مبارک نے ہر میدان میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ اسم گرامی طٰہٰ کے تحت بھی اس کی جھلک پیش کی جا چکی ہے۔

آپ ﷺ کا نظام حکومت اور آپ ﷺ کی حکمرانی دنیا کے بادشاہوں کے لئے بھی باعث تقلید ہے۔ بطور حکمران عوام کی جان ومال کی حفاظت کی جاتی تھی جس کے لئے غزوات بھی کئے گئے اور ہر وقت صحابہ کی جاسوسی ٹولیاں پورے عرب سے خبریں لاتی تھیں، عوام کی عزت و آبرو کی حفاظت بھی کی جاتی تھی۔ یہود کے بازار میں خاتون سے بدتمیزی پر ردعمل دکھانا اس کی ایک مثال ہے۔ لوگوں کے کسب معاش کے لئے کوششیں اور راہنمائی بھی کی جاتی تھی۔ ایک سوالی کی چادر فروخت کر کے کلہاڑی اور رسی لے دینا اور اسے جنگل سے لکڑیاں لا کر بیچنے کی ترغیب اس کی مثال ہے۔ ضرورتمندوں کی ضرورتوں کو پہچاننا اور انہیں پورا کرنا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سوال کی اصل غرض جان لینا اور تمام اصحاب الصفہ کو بلا کر دودھ پلانا اس کی مثال ہے۔

اسی طرح مدینہ میں ایسے نظام عدل کا قیام کہ جس میں اگر یہودی حق پر ہو تو اس کے حق میں بھی فیصلہ کر دیا جاتا تھا۔ عبادات میں آزادی ایسی کہ نجران کے عیسائی وفد کو مسجد نبوی میں نہ صرف ٹھہرایا بلکہ انہیں مسجد میں اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی بھی اجازت دی۔ مالیہ کا نظام، فوجی نظام، جاسوسی نظام، سفارت کا نظام، سماجی نظام، تعلیمی وتربیتی نظام۔ یہ سبھی آپ ﷺ کے عظیم الشان نظام حکمرانی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

بطور بادشاہ آپ ﷺ کے ان گنت فیصلے آپ ﷺ کے لئے الٰہی راہنمائی اور آپؐ کی بصیرت کو روزروشن کی طرح عیاں کر دیتے ہیں۔ غزوۂ احد میں میدان جنگ اس طرح چننا کہ اپنا شہر مدینہ دشمن کے عقبی طرف ہو، غزوۂ احد کے اگلے ہی دن کوتاہیوں سے شرمندہ لشکر کو اپنے زخمیوں سمیت کفار کے لشکر کے تعاقب میں لے جانا، غزوہ احزاب میں صرف ایک صحابی کے مشورہ پر خندق کھودنا اور اس عظیم 'وقارِ عمل' میں تمام صحابہ سے بڑھ کر شامل ہونا۔ حدیبیہ کے موقع پر ایسی شرائط پر صلح کرنا کہ کبار صحابہؓ بھی اس حکمت کو فوری طور پر نہ سمجھ سکے۔ فتح مکہ کے موقع پر سب سے بڑے اور سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے دشمن کو غیر مشروط طور پر معاف فرما دینا۔ غزوۂ طائف میں تقریباً 25 روز محاصرہ کے بعد جبکہ اہل طائف تنگ آکر دروازہ کھولنے ہی والے ہوں، غیر مشروط طور پر واپس تشریف لے آنا۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جو ایک الٰہی تائید وراہنمائی یافتہ سردار ہی کر سکتا ہے۔ ان فیصلوں کے ایسے دوررس نتائج حاصل ہوئے جن پر اپنے اور غیر آج تک انگشت بدنداں ہیں۔ آپ ﷺ کے نظام حکمرانی کی بنیاد نظام عدل تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تحریر کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں:

پس جبکہ اہل کتاب اور مشرکین عرب نہایت درجہ بدچلن ہو چکے تھے اور بدی کر کے سمجھتے تھے کہ ہم نے نیکی کا کام کیا ہے اور جرائم سے باز نہیں آتے تھے اور امن عامہ میں خلل ڈالتے تھے تو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عنان حکومت دے کر ان کے ہاتھ سے غریبوں کو بچانا چاہا۔ اور چونکہ عرب کا ملک مطلق العنان تھا اور وہ لوگ کسی بادشاہ کی حکومت کے ماتحت نہیں تھے اس لئے ہر ایک فرقہ نہایت بے قیدی اور دلیری سے زندگی بسر کرتا تھا۔ کوئی قانون نہیں تھا کیونکہ کسی کے ماتحت نہیں تھے۔ اور چونکہ ان کے لئے کوئی سزا کا قانون نہ تھا۔ اس لئے وہ لوگ روز بروز جرائم میں بڑھتے جاتے تھے۔ پس خدا نے اس ملک پر رحم کر کے... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ملک کے لئے نہ صرف رسول کر کے بھیجا بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی بنا دیا اور قرآن شریف کو ایک ایسے قانون کی طرح مکمل کیا جس میں دیوانی، فوجداری، مالی سب ہدایتیں ہیں۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ایک بادشاہ ہونے کے تمام فرقوں کے حاکم تھے اور ہر ایک مذہب کے لوگ اپنے مقدمات آپ سے فیصلہ کراتے تھے۔

قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ایک دفعہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا آنجناب کی عدالت میں مقدمہ آیا تو آنجناب نے تحقیقات کے بعد یہودی کو سچا کیا اور مسلمان پر اس کے دعویٰ کی ڈگری کی۔ اس کا ذکر مَیں کر چکا ہوں۔ پس بعض نادان مخالف جو غور سے قرآن شریف نہیں پڑھتے وہ ہر ایک مقام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے نیچے لے آتے ہیں حالانکہ ایسی سزائیں خلافت یعنی بادشاہت کی حیثیت سے دی جاتی تھیں۔ یعنی یہ حکومت کا کام ہے۔

پھر فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد نبی جدا ہوتے تھے اور بادشاہ جدا ہوتے تھے جو امور سیاست کے ذریعے سے امن قائم رکھتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہ دونوں عہدے خدا تعالیٰ نے آنجناب۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو عطا کئے اور جرائم پیشہ لوگوں کو الگ الگ کر کے باقی لوگوں کے ساتھ جو برتاؤ تھا وہ آیت مندرجہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے اور وہ یہ ہے وَقُل لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ أَأَسْلَمْتُمْ ۚ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ (سورۃ آل عمران:21) اور اے پیغمبر! اہل کتاب اور عرب کے جاہلوں کو کہو کہ کیا تم دین اسلام میں داخل ہوتے ہو۔ پس اگر اسلام قبول کر لیں تو ہدایت پا گئے۔ اگر منہ موڑیں تو تمہارا تو صرف یہی کام ہے کہ حکم الٰہی پہنچا دو۔ اس آیت میں یہ نہیں لکھا کہ تمہارا یہ بھی کام ہے کہ تم ان سے جنگ کرو۔ اس سے ظاہر ہے کہ جنگ صرف جرائم پیشہ لوگوں کے لئے تھا کہ مسلمانوں کو قتل کرتے تھے یا امن عامہ میں خلل ڈالتے تھے اور چوری ڈاکہ میں مشغول رہتے تھے۔ اور یہ جنگ بحیثیت بادشاہ ہونے کے تھا، نہ بحیثیت رسالت۔ یعنی کہ جب آپ حکومت کے مقتدر اعلیٰ تھے تب جنگ کرتے تھے اس لئے نہیں کرتے تھے کہ نبی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (سورۃ البقرۃ:191) کہ تم خدا کے راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ یعنی دوسروں سے کچھ غرض نہ رکھو اور زیادتی مت کرو۔ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 243-242)

23۔ نور ﷺ

خالق کائنات نے اپنے محبوب کو نور کے نام سے بھی پکارا ہے۔ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ (المائدۃ:16) یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آ چکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا (النساء:175) اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک بڑی حجت آ چکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف ایک روشن کر دینے والا نور اُتارا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"وجودِ مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اَور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ پس اس میں یہ اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ وہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے۔ تاریکی پر وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے۔ اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں۔ بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے"

(براھین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 195 حاشیہ نمبر 11)

اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس لطیف اور دقیق مضمون کو سمجھانے کے لئے آپ ﷺ کی ذات مبارک اور آپ ﷺ کے اخلاق طیبہ اور استعدادات لطیفہ کو بطور مثال پیش فرمایا ہے۔ سورۃ نور کی آیت اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (النور:36) میں یہ لطیف مضمون بیان ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"خدا آسمان وزمین کا نور ہے۔ یعنے ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے۔ خواہ وہ ارواح میں ہے۔ خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔ اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر وزبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے جس نے ہر یک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔ یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ ... اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنے سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنے وحی اللہ) اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفّٰی ہے۔ (یعنے نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کی طرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے مُنزّہ اور مطہر ہے۔ اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب وتاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں (یعنے حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کی طرح نہایت منور اور درخشندہ جس کی اندرونی روشنی اس کے بیرونی قالب پر پانی کی طرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتون کے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: مستورات سے خطاب جلسہ سالانہ یوکے 2018ء .... از صفحہ 2

عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 372-373)

پس عقائد کی اصلاح بھی انتہائی ضروری ہے مذہب سکھانا بھی انتہائی ضروری ہے اور پھر اس کے بعد اخلاق تو خود بخود آ جائیں گے اگر مذہب سیکھ لیں گے۔ پس تربیت کے لئے عقائد کی درستی اور اصلاح بہت ضروری چیزیں ہیں۔ یعنی دینی تعلیم اور تربیت کی فکر اور اس کے لئے انتظام ضروری ہے۔ اسی طرح اخلاقی حالت کی درستی بھی جیسا کہ میں نے کہا کہ بہت ضروری ہے۔

پس دعا کے ساتھ بچوں پر نظر رکھنا اور ان کو دین سکھانا، ان کے اخلاق بہتر کرنا انتہائی ضروری چیز ہے۔ اس دنیادار ماحول میں رہ کر دینی تربیت انتہائی ضروری چیز ہے۔ بچوں میں یہ احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ دین ہر چیز پر مقدم ہے۔ بچوں کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ صحیح اور حقیقی اخلاق وہ ہیں جو خدا تعالیٰ نے اور دین نے ہمیں سکھائے ہیں۔ سچائی کا معیار ہے تو وہ قول سدید ہے یعنی ہر بات کو کامل سچائی سے ادا کرنا بیان کرنا۔ کوئی پیچ دار بات پیچ میں نہ ہو۔ بالکل صاف اور ستھری بات ہو۔ اگر ماں باپ اس پر قائم نہیں تو بچوں پر بھی نصیحت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اسی طرح دوسری باتیں ہیں۔ بعض باتیں یہاں کے ماحول میں بری یا اخلاق سے ہٹ کر نہیں سمجھی جاتیں لیکن دین انہیں برا سمجھتا ہے اور غلط کہتا ہے۔

> **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور پھر دس سال کی عمر تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو۔ نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔**

پس اچھے برے کی پہچان کروانا بھی والدین کا فرض ہے اور خاص طور پر جیسا کہ میں نے کہا جب سکولوں میں یہ باتیں سیکھتے ہیں تو متقیوں کا امام بننے کے لئے خود ماں باپ کو متقی بننا ہوگا۔

جس فکر سے دنیاوی تعلیم کا اظہار کیا جاتا ہے کہ یہ حاصل کر لیں اسی فکر کے ساتھ بچوں کی دینی تعلیم کی بہتری کا بھی اظہار ہونا چاہئے اور پھر اس کے لئے کوشش بھی ہونی چاہئے۔ دینی تربیت اور دین کی اہمیت اور عبادتوں کی اہمیت اور ضرورت کا ادراک پیدا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور پھر دس سال کی عمر تک انہیں اس پر سختی سے کاربند کرو۔ نیز ان کے بستر الگ الگ بچھاؤ۔ (سنن ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ حدیث 495)۔ اس عمر میں مائیں بھی بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکتی ہیں۔ اگر اس فرض کو صحیح رنگ میں ادا کرنے والی ہوں گی تو بچوں کی صحیح رنگ میں تربیت ہو سکتی ہے۔ آئندہ نسلوں میں پھر عبادالرحمٰن پیدا کرنے والی ہوں گی۔ ہماری اگلی نسلوں میں جب رحمٰن خدا کے بندے بنیں گے تو شیطان سے دور ہوں گے اور دنیاوی ماحول میں جو قدم قدم پر اپنی تمام تر کوششوں کے ساتھ شیطان حملے کر رہا ہے اور دین سے دُور ہٹانے کے لئے کھڑا ہے اس سے بچنے کے لئے ایک صحیح حقیقی رنگ میں کوشش ہو رہی ہو گی اور یہ سکھانے کے ساتھ ساتھ جیسا کہ میں نے کہا دعائیں بہت ضروری ہیں کیونکہ اس سے صرف خدا تعالیٰ کے آگے جھک کر اور اس سے مدد مانگ کر ہی بچا جا سکتا ہے ورنہ شیطان کے حملے انتہائی خطرناک ہیں۔ اس لئے تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنی دعاؤں کو انتہا تک پہنچائیں اور پھر اپنے بچوں کو دعاؤں کی اہمیت بتائیں اور یہ بتا کر اللہ تعالیٰ سے جوڑنے والا بنائیں۔ یہی ہماری نسلوں کی شیطان کے حملوں سے بچنے کی ضمانت ہے۔ نماز پڑھنے کی تلقین کرنا اور نماز پڑھنے کا صحیح طریق سکھانا یہ ماں باپ کا اولین فرض ہے۔ کس طرح کھڑے ہونا ہے کس طرح نماز میں بیٹھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بچوں کی انتہائی بچپن میں تربیت کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں آجکل ماں باپ سمجھتے ہیں کہ جو ذیلی تنظیمیں ہیں خدام، اطفال، لجنہ یا ناصرات کی یہ ان کا کام ہے کہ ہمارے بچوں کی تربیت کریں اور انہیں نماز سکھائیں۔ انہیں نماز کے طریق سکھائیں یا انہیں اور دینی معلومات سکھائیں۔ بیشک یہ ذیلی تنظیمیں تربیت کرنے اور اکائی پیدا کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن اس سے ماں باپ کی ذمہ داریاں کم نہیں ہوگئیں۔ بعض مائیں بچوں کو انتہائی بچپن میں دعائیں سکھا دیتی ہیں اور اپنی توتلی زبان میں وہ دعائیں پڑھتے ہوئے بڑے پیارے لگتے ہیں۔ لیکن اکثر جو ہیں اس توجہ سے تربیت نہیں کرتیں اور اس تربیت کو جو ان دعاؤں کو جو انہوں نے سکھائی ہیں وہ اس وقت تک قائم رکھ سکتی ہیں جب تک ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی ان کے لئے دعائیں مانگیں۔ اس تربیت کو جو بچوں کی مائیں کر رہی ہیں نمازوں اور دعاؤں کی اہمیت جو ان کو بتا رہی ہیں اس کو جوانی تک مسلسل جاری رکھنے اور سمجھانے کی ضرورت ہے تا کہ بڑے ہو کر بھی بچے اس اہمیت کو سمجھ سکیں اور جو ماں باپ یہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بچے دین سے جڑے رہتے ہیں دنیاوی چیزیں اور دنیاوی خواہشات ان کے لئے ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ باپوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دس گیارہ سال کی عمر کے بعد لڑکوں کو خاص طور پر ان کی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اس بارہ میں میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں اگر باپ اپنا ظاہر و باطن ایک رکھیں گے اپنے نمونے پیش کریں گے تو لڑکے بھی اسی طرح تربیت حاصل کریں گے۔ بہت سے ماں باپ ایسے ہیں جن کو بچوں کی دینی تربیت کی فکر نہیں ہوتی یا انہیں احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ بھی ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو انہوں نے ادا کرنی ہے۔ اگر یہ ذمہ داری ادا نہ کی تو بچے دنیا کی رو میں بہ کر دین سے دور ہٹ جائیں گے بلکہ خدا سے بھی دور ہو جائیں گے۔ پس بچوں کی دینی تربیت کے معاملے کو ماں باپ کو سرسری طور پر نہیں لینا چاہئے اس کے لئے خاص کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرنے کی ضرورت ہے اور اس میں مقام پیدا کرنا چاہئے اور اس کا شوق پیدا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ پوزیشن لینے والے بچوں اور بچیوں کے لئے گولڈ میڈل دینے کی سکیم شروع کروائی تھی۔ اب یہ تمام دنیا میں رائج ہے اور گولڈ میڈل تو شاید نہیں دیئے جاتے لیکن میڈل اور سندات دی جاتی ہیں۔ سوائے پاکستان اور انڈیا کے، وہاں گولڈ میڈل دیئے جاتے ہیں۔

آج یہاں بھی تقریب ہوئی ہے ایوارڈ تقسیم کئے گئے ہیں وہ اسی وجہ سے ہیں کہ بچیاں بھی دنیاوی تعلیم حاصل کرنے میں بھی اعلیٰ مقام پر پہنچیں لیکن یہ ہماری زندگی کا آخری مقصد نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تیرے ماننے والے علم و معرفت میں کمال حاصل کرنے والے ہوں گے (ماخوذ از تجلیاتِ الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409) تو اس میں دینی اور دنیاوی دونوں علم شامل ہیں۔ اگر ہم دین کو چھوڑ کر صرف دنیا کے پیچھے چل پڑے تو دین بھی ہاتھ سے جائے گا اور دنیا بھی اور پھر ایسی مائیں اور باپ سوائے اس کے کہ خود بھی دنیا میں ڈوب کر دین کو بھلا بیٹھے ہوں بچوں کے دین سے ہٹنے کی وجہ سے پریشان ہوتے ہیں۔ بڑھاپے میں جا کر پھر خیال آتا ہے کہ ہم سے غلطی ہوگئی ہم نے بچپن سے ہی تربیت کر کے ان کو خدا تعالیٰ سے نہیں جوڑا۔

> **سچائی ہو اور ہر معاملے میں قول سدید ہو۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے نمونے ظاہر ہوں۔**

پھر اس بات کو بھی تربیت کے نقطۂ نظر سے ماں باپ کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ گھر کا ماحول ایسا پاکیزہ اور سازگار ہو جیسا کہ میں نے کہا کہ ظاہر و باہر ایک ہو۔ دو عملی نظر نہ آئے۔ پھر ہی بچے صحیح طور پر تربیت حاصل کریں گے۔ سچائی ہو اور ہر معاملے میں قول سدید ہو۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے نمونے ظاہر ہوں۔ ہم بچوں کو تو کہیں کہ آپس میں لڑنا نہیں، اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہے، دین اس کی اجازت نہیں دیتا اور اپنی زبان پر بیہودہ الفاظ خاوند بیوی سے اور بیوی خاوند سے اولاد کے سامنے کہہ رہے ہوں اور خود ماں باپ غصہ کی حالت میں جب لڑ رہے ہوں تو ان کو پتہ ہی نہ ہو کہ کیا کیا غلط الفاظ ایک دوسرے کے لئے استعمال کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ایسے بھی خاندان ہیں۔

کئی بچے میرے پاس ایسے ماں باپ کی شکایت کرتے ہیں بلکہ خاص طور پر باپوں کی شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے باپ جو ہیں وہ ماں پر زیادتی کر جاتے ہیں اور غلط الفاظ بول جاتے ہیں جس کا ہم پر بڑا اثر ہے۔ مردوں کے اس پاگل پن سے بچوں کی تربیت کے لئے اگر عورتیں خاموش ہو جائیں اور ایک طرف ہو جائیں اور جواب نہ دیں تو کم از کم یہ خاموش طریق بچوں کو اچھے اور برے اخلاق کا پتہ تو دے دے گا۔ لیکن میری اس بات سے مرد یہ بھی نہ سمجھیں کہ انہیں بولنے اور غلط باتیں کہنے کی اجازت مل گئی ہے اور جو مرضی کہتے رہیں اور عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ خاموش رہے اور صبر کرے۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے۔ مرد کو بھی اپنے غصہ پر قابو رکھنا چاہئے۔ اپنے آپ کو بے تاج بادشاہ نہ سمجھیں بلکہ خدا تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کریں۔ یاد رکھیں کہ ان کی ہر بات کو اور ہم میں سے ہر ایک کی ہر بات کو اور ان کی زیادتیوں کو خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور جو بھی زیادتیاں وہ مرد کرتے ہیں ان کی ان کو اگر اس دنیا میں نہیں تو آخرت میں سزا ملے گی۔

> **احمدی ماں باپ کا فرض ہے کہ جماعتی اجلاسوں اور پروگراموں میں بچوں کو خود لے کر جائیں۔**

پس ماں باپ دونوں بچوں کی اعلیٰ تربیت کے لئے اپنے گھر کے ماحول کو ایسا رکھیں کہ بچے اپنے ماں باپ کو اپنے لئے ایک نمونہ سمجھ کر ان کے قریب ہوں۔

پھر اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ احمدی ماں باپ کا فرض ہے کہ جماعتی اجلاسوں اور پروگراموں میں بچوں کو خود لے کر جائیں۔ بعض تو ایسے ماں باپ ہیں جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ سمجھتے ہیں کہ دینی تعلیم و تربیت صرف نظام جماعت کا کام ہے اور ہم نے کچھ نہیں کرنا اور وہ بچوں کو چھوڑ بھی جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ خود بھی جماعتی پروگراموں میں شامل نہیں ہوتے اور بچوں کو بھی نہیں لاتے۔ پس خود بھی شامل ہوں اور بچوں کو بھی اس کی اہمیت بتائیں۔ پھر ان اجلاسوں میں انتظامیہ کا بھی کام ہے کہ بچوں سے پیار اور شفقت کا سلوک کریں اور انہیں جماعت کے قریب تر کرنے کی کوشش کریں۔ انتظامیہ میں چاہے عورتیں ہیں یا مرد دوسرے کے بچے کو بھی اپنے بچوں کی طرح دیکھنا چاہئے۔ ماں باپ نے جماعتی نظام پر اعتماد کر کے بچے آپ کے پاس بھیجے ہیں تو اس اعتماد پر پورا اتریں۔ بچوں کی تربیت کے لئے گھر اور باہر ہمیں من حیث الجماعت کوشش کرنی ہوگی اور کرنی چاہئے تا کہ اگلی نسل کو سنبھال سکیں اور وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔

یہاں میں اس بات کا بھی ذکر کر دوں کہ ذیلی تنظیمیں اگر بچوں کو سنبھالنے کے لئے پوری کوشش کر رہی ہیں تو جماعتی عہدیدار خاص طور پر مرد صدر جماعت یا کوئی اور عہدیدار بچوں سے ایسا رویّہ دکھاتے ہیں کہ بچے مسجد آنے سے بدکنے لگ جاتے ہیں۔ بعض ایسی شکایتیں بھی آتی ہیں۔ اب ماں باپ جتنی چاہے کوشش کر لیں ان کا کہنا اور ان کی تربیت کوئی فائدہ نہیں دیتی اور ان کی ساری تربیت پر یہ عہدیدار پانی پھیر دیتے ہیں۔

پس تربیت اولاد کے لئے اور دین سے جوڑنے کے لئے یہ ضروری چیز ہے کہ پورا ماحول مددگار ہو۔ لیکن اگر کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے جب بچہ کسی عہدیدار یا کسی بڑے کی وجہ سے جماعتی پروگراموں سے دور جا رہا ہے یا جماعت سے ہٹ رہا ہے تو ماں باپ کو اسے سمجھانا چاہئے کہ اس عہدیدار کی یہ ذاتی کمزوری ہے اس کی وجہ سے تم جماعت سے دور نہ ہو۔ اسی طرح اس عہدیدار کو بھی کہیں۔ ماں باپ خود بھی کہہ سکتے ہیں اور بالا انتظام کو بھی کہیں کہ ان عہدیداران کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ لیکن بہرحال ماں باپ کا اگر بچے کے ساتھ ایک ذاتی تعلق ہوگا تو جو بھی ان کے ساتھ ہو رہا ہو گا وہ بات بھی ماں باپ کو بتائیں گے اور ان کے سمجھانے پر سمجھیں گے بھی۔ مَیں بار بار اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ اس ماحول اور معاشرے میں ماں باپ کا بچوں سے ذاتی تعلق اور ہر بات ماں باپ سے کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ صرف اپنے ماحول اور پروگراموں کی بھی بات نہیں ہے بلکہ بچے جو گھر سے باہر دوسرے بچوں میں وقت گزارتے ہیں وہاں بھی وہ مختلف قسم کی باتیں سنتے اور سیکھتے ہیں۔ اگر ماں باپ کے ساتھ وہ یہ باتیں شیئر (share) نہیں کر رہے ہوں گے تو اچھے برے کی تمیز انہیں پتہ نہیں لگے گی اور پھر ان میں اس جھجک اور شرماہٹ کی وجہ سے ایک خلیج پیدا ہوتی چلی جائے گی جسے ختم کرنا پھر بہت مشکل ہوگا۔ ماں باپ اس خوش فہمی میں ہوتے ہیں کہ ہمارا بچہ یا بچی بڑے شریف ہیں باہر کے ماحول کا ان پر کوئی اثر نہیں ہو رہا۔ لیکن بعض دفعہ ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ ماں باپ اس خوش فہمی یا غلط فہمی کو بعد میں تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں احساس نہیں ہوا کہ کب ہمارا بچہ دین سے دور ہٹ گیا۔ بچپن میں بچہ پاک

فطرت ہوتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی فرمان ہے لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماحول اسے اچھا یا برا کرتا ہے (صحیح البخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات ... الخ حدیث1359)۔ دیندار یا دنیا دار بناتا ہے۔ پس ماں باپ کو اپنے بچوں پر یہ نظر رکھنی بھی ضروری ہے کہ بچہ باہر کہاں کھیلنے جا رہا ہے۔ کس قسم کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ماں باپ صرف یہ نہ سمجھیں کہ بچوں پر باہر کے ماحول کے اثر پر بھی نظر رکھنی ہے بلکہ جیسا کہ میں نے کہا کہ ماں باپ کے ظاہر رویّوں اور ایک دوسرے سے سلوک کا اثر بھی بچوں پر ہوتا ہے اور وہ ان کی ظاہری حالت اور اخلاق کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح لاشعوری طور پر بچوں پر ماں باپ کی دوسری برائیوں اور میلانات کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے اور وہ ان کے میلانات سے اور برائیوں سے اثر لیتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنے اور اپنی برائیوں سے اگلی نسل کو بچانے کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

بچوں کی کوئی کمزوری یا غلطی دیکھ کر لوگوں کے سامنے انہیں سرزنش نہ کریں۔

پھر لڑکوں کی تربیت کے لئے بھی اور لڑکیوں کی تربیت کے لئے بھی یہ ضروری چیز ہے کہ ان میں انصاف قائم رکھا جائے۔ بعض لوگ لڑکوں کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس سے جہاں لڑکوں میں خود غرضی پیدا ہوتی ہے، خودسری پیدا ہوتی ہے، خود پسندی پیدا ہوتی ہے اور آخر میں تکبر بھی پیدا ہو جاتا ہے انہی وجوہات کی وجہ سے جو انتہائی برائی ہے وہاں لڑکیوں میں احساس محرومی پیدا ہو جاتا ہے اور اس کو دور کرنے کے لئے وہ پھر بعض اوقات اپنے دوستوں اور سہیلیوں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیتی ہیں جو اپنی یعنی لڑکیوں کی آزادی اور اہمیت کے نام پر دین سے دور جانے والی بنا دیتی ہیں۔ پس ایک بچے سے امتیازی سلوک کی وجہ سے صرف ایک بچہ خراب نہیں ہو رہا بلکہ یہ امتیازی سلوک بھائی بہن دونوں کو دین سے دور کرنے والا بن جاتا ہے۔ اس کی طرف احمدی ماؤں کو خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح تربیت کا ایک پہلو یہ بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ بچوں کی کوئی کمزوری یا غلطی دیکھ کر لوگوں کے سامنے انہیں سرزنش نہ کریں۔ انہیں اونچی آواز میں نہ کہیں بلکہ پیار سے وہاں ٹوک دیں اور بعد میں اچھی طرح سمجھا دیں۔ ان کی عزت قائم کریں۔ لیکن بعض لوگ بالکل ہی روک ٹوک نہیں کرتے۔ بچے کو اپنی غلطی کا احساس ضرور دلانا چاہئے۔

وقف تو نام ہی قربانی کا ہے۔ ماؤں کی اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت کی ضرورت ہے کہ تم نے پڑھ لکھ کر اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرنا ہے اور اس کے لئے جتنی بھی بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے دینی ہے۔

ایک بہت ضروری بات جو اس حوالے سے میں کہنا چاہتا ہوں وہ واقفین نو بچوں کے متعلق ہے۔ اکثر والدین کا خیال ہے کہ واقفین نو بچوں کو بچپن میں کچھ نہیں کہنا۔ وہ جو چاہے کرتے رہیں بڑے ہو کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ یہ بڑی غلط سوچ ہے۔ آپ نے جب اپنے بچوں کو وقف کیا ہے تو اس دعا کے ساتھ کہ اے اللہ جو بچہ پیدا ہونے والا ہے اسے میں تیرے دین کی خاطر وقف کرتی ہوں۔ یہ دعا اور یہ اظہار خود اس بات کا متقاضی ہے کہ بچے کی تربیت کے لئے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے اور اس تربیت کو کامیاب کرنے کے لئے زیادہ دعا کی ضرورت ہے۔ پس وقف نو بچوں کی تو خاص طور پر بچپن سے دینی تربیت کرنے کی ضرورت ہے، اخلاقی تربیت کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرنے کی ضرورت ہے تا کہ بڑے ہو کر وہ دوسروں کی نسبت زیادہ ممتاز ہو کر ابھریں اور دنیاوی دلچسپیاں انہیں اپنی طرف نہ کھینچیں۔ ان کے اخلاق کے معیار دوسروں سے بلند ہوں نہ یہ کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ بدتمیزی کر رہے ہوں۔ بچے اگر کسی کے گھر جائیں تو گھر والوں کے ناک میں دم کیا ہو۔ بعض مائیں کہہ دیتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ واقف نو بچوں کو کچھ نہیں کہنا ان میں اعتماد پیدا کریں۔ ان کا کہنے کا قطعاً یہ مطلب نہیں ہے کہ انہیں بدتمیز بنا دیں۔ تین چار سال کی عمر سے ہی بچے کو پیار سے تربیت کی ضرورت ہے۔ بلا وجہ کی ڈانٹ ڈپٹ جو بعض مائیں اور باپ کرتے ہیں اور ان کو عادت ہوتی ہے اس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے روکا تھا کہ اس طرح نہ کیا کریں اور یہ ہر بچے کے لئے ضروری ہے چاہے وہ واقف نو ہے یا نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تو اس بات پر بڑی تفصیل سے بیان کیا ہوا ہے کہ ماں باپ بچوں کی بچپن میں صحیح تربیت نہیں کرتے اور جب بچے دوسروں کے گھر جاتے ہیں اور اودھم مچاتے ہیں تو اس کی کوئی حد نہیں ہوتی اور ان گھر والوں کو پریشان کر رہے ہوتے ہیں۔ انہوں نے تو بچپن سے تربیت کی طرف توجہ دلائی تھی خاص طور پر واقفین نو کو انہوں نے کہا تھا کہ اگر بچے کو گھر میں ہی اخلاق سکھائے ہوں اور غیر ضروری اچھل کود اور صوفوں اور چیزوں کو خراب کرنے سے منع کیا ہو تو دوسرے گھر جا کر وہ کبھی ایسی حرکتیں نہ کریں۔ بڑی تفصیل سے انہوں نے یہ باتیں بیان کی ہیں۔ پس یہ ان ماں باپ کی جہالت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بچے کو کچھ نہیں کہنا۔ اگر وقف نو بچے کی صحیح تربیت نہیں کرنی اور اسے بچپن سے ہی برائی اور اچھائی کی تمیز نہیں سکھانی اور بچوں پر زیادہ سختی کرنی ہے تو ایک تو آپس میں بہن بھائیوں میں اس وجہ سے Jealousy اور غلط سوچ پیدا ہو رہی ہو گی اور دوسرے اگر بچے ردعمل نہ بھی دکھائیں اور ماں باپ کی روک ٹوک سے تربیت حاصل کر لیں تو تب بھی دوسرے بچے جو ہیں جن کو روکا ٹوکا جاتا ہے وہ وقف نو بچوں سے زیادہ بہتر ہو جائیں گے اور جماعت کو تو ایسے بچوں کی ضرورت ہے نہ کہ وقف نو کا ٹائٹل لگا کر پھر یہ بداخلاق اور بیکار واقفین نو کی جماعت پیدا کرنا یہ جماعت کے کسی کام نہیں آ سکتے۔ پس مائیں اپنے وقف نو بچوں کی ایسی اٹھان کریں کہ وہ دین کے علم کے لحاظ سے بھی دنیاوی علم کے لحاظ سے بھی اور اخلاق کے معیار کے لحاظ سے بھی اور دنیا کی خدمت کے جذبہ کے لحاظ سے بھی اور روحانی لحاظ سے بھی اعلیٰ معیار پر پہنچیں۔ اس وقت دنیا میں ساٹھ ہزار سے زیادہ واقفین نو بچے ہیں۔ بہت سے بیس سال کی عمر سے اوپر ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو میڈیسن اور دوسرے پیشہ ورانہ مضامین میں پڑھ کر میدان عمل میں آ گئے ہیں۔ کام کر رہے ہیں۔ لیکن ان لوگوں نے باقاعدہ طور پر جماعت کو اپنی خدمات پیش نہیں کیں۔ ہمارے ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور باوجود واقفین نو ڈاکٹروں کے ہم اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکے۔ اسی طرح بعض دوسرے پیشے ہیں۔ ایسے وقف نو کا جماعت کو کیا فائدہ۔ بعض آتے بھی ہیں پھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں کہ الاؤنس کم ہے، جماعت کم الاؤنس دیتی ہے۔ وقف تو نام ہی قربانی کا ہے۔ ماؤں کی اپنے بچوں کی اس نہج پر تربیت کی ضرورت ہے کہ تم نے پڑھ لکھ کر اپنے آپ کو دین کی خدمت کے لئے پیش کرنا ہے اور اس کے لئے جتنی بھی بڑی سے بڑی قربانی دینی پڑے دینی ہے۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماؤں نے اپنے بچوں کے وقف کرنے کے عہد کو نبھایا ہے۔ ورنہ ایک ظاہری امتیاز ہے وقف نو اور غیر وقف نو بچے کا جس کا جماعت کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پس ان باتوں کی ماں باپ کو ضرورت ہے کہ اس سلسلہ میں خاص کوشش کریں اور جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کی روح اپنے بچوں میں پیدا کریں۔ انہیں وقف کی اہمیت کا احساس دلائیں۔ ورنہ کسی معاملے میں بھی وقف نو بچے سپیشل نہیں ہیں کہ سپیشل ہونے کے نام پر ان کی تربیت ہی نہ کی جائے۔ سپیشل ہونے کی خصوصیات کا دو سال پہلے میں نے کینیڈا کے خطبہ میں ذکر کیا تھا اس کو سامنے رکھیں اور اسے لائحہ عمل بنا کر بچوں کی تربیت کریں۔

لڑکیوں کی تربیت کے لحاظ سے اس بات کو بھی سب سے زیادہ اہمیت دیں کہ ان میں حیا کا مادہ زیادہ سے زیادہ پیدا کرنا ہے۔

عمومی طور پر بچوں کی تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ گھروں میں نظام جماعت پر اعتراض یا غلط رنگ میں باتیں نہ ہوں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بچوں کے ذہنوں میں یہ باتیں بیٹھ جاتی ہیں اور پھر وہ سمجھتے ہیں کہ سارا نظام ہی ایسا ہے اور پھر وہ ایک قدم اور آگے جاتے ہیں اور خلیفۂ وقت پر اعتراض کرتے ہیں اور جب یہ اعتراض شروع ہو جاتے ہیں تو پھر وحدت سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور جماعت سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اور جماعت سے تعلق اور محبت کا اظہار کرتے ہوئے اور اپنے دل میں جماعت سے پیار اور محبت کا اگر جذبہ ہے تو اس کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے گھروں میں ایسی باتوں سے پرہیز کریں۔ اگر کہیں یہ باتیں نہیں بھی ہو رہیں تو یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے کہ ہماری شکایت نہ ہو جائے اور ہم پر کوئی ایکشن نہ لے لیا جائے بلکہ اس سوچ سے گھروں میں خلافت اور جماعت کے احترام کے متعلق باتیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا یہ حکم ہے۔ بندوں سے ڈرنے کی بجائے خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور وحدت کے جس نظام کو ہم نے حاصل کیا ہے اسے ہم نے ضائع نہیں ہونے دینا۔ اگر کسی عہدیدار سے شکوہ ہے تو خلیفہ وقت تک اپنی بات پہنچا دیں اور پھر معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑیں۔ یہی چیز ہے جو اگلی نسلوں کو جماعت اور خلافت سے جوڑ کر رکھے گی۔ لڑکیوں کی تربیت کے لحاظ سے اس بات کو بھی سب سے زیادہ اہمیت دیں کہ ان میں حیا کا مادہ زیادہ سے زیادہ پیدا کرنا ہے۔ مغربی ماحول میں آزادی کے نام پر جو بے حیائی پھیل رہی ہے اور مغربی ماحول جو سر ننگے کروا رہا ہے تو آپ نے دین کے نام پر حیا کو قائم کرتے ہوئے سروں کو ڈھانکنا ہے اور ہوشمند لڑکیوں کو بھی یہ خیال رہنا چاہئے۔ خود ان کو یہ احساس ہونا چاہئے۔ اس کے لئے ماؤں کے اپنے نمونے سب سے زیادہ ضروری ہیں۔ بچہ تو ماں باپ کی نقل کرتا ہے جیسا کہ میں نے کہا اور لڑکیاں خاص طور ماؤں کی۔ گزشتہ دنوں ایک عزیزہ ملنے آئی اس کی دو اڑھائی سال کی بیٹی ہے، اپنی ماں کے منہ پر بار بار نقاب ڈال رہی تھی اور گھر کے ماحول کی وجہ سے ماں اسے اتار دیتی تھی تو بچی زبردستی اس کے منہ پر نقاب ڈال کر کہہ رہی تھی کہ وہ والا پردہ کریں۔ یعنی جو پردہ آپ باہر کرتی ہیں اور صحیح پردہ ہے وہ پردہ کرو۔ اب چھوٹی بچی کے ذہن میں یہ ہے کہ میری ماں کا یہ پردہ ہے اور یہ اس کے لباس کا حصہ ہے جب بھی اس ماں نے اپنے گھر سے نکلنا ہے چاہے کسی کے گھر بھی جائے تو ایسا پردہ ہونا چاہئے۔ پس جب تک مائیں اپنے بچوں کے سامنے ایسے نمونے رکھتی رہیں گی چھوٹی بچیوں میں بھی پردے کی اہمیت پیدا ہوتی رہے گی اور عورت کی حیا کے مقام کی اہمیت پیدا ہوتی رہے گی اور اس قرآنی حکم کی اہمیت پیدا ہوتی رہے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اپنے سروں کو اوڑھنیوں سے ڈھانپو اور اپنی زینت غیر مردوں سے چھپاؤ۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سی عورتیں اور لڑکیاں جب مسجد میں اور جماعتی فنکشنز میں آتی ہیں تو بقول اس بچی کے جو اس چھوٹی بچی نے کہا تھا کہ ان کا وہ والا پردہ ہوتا ہے اور جب بازاروں میں پھر رہی ہوتی ہیں تو وہ والا پردہ تو علیحدہ بات ہے یہ والا پردہ بھی نہیں رہتا جو انتہائی خوفناک چیز ہے۔ اور وہ حیا اور وہ تقدس جو اسلام عورت کا قائم کرنا چاہتا ہے اس کو ماحول اور فیشن کے زیر اثر ختم کر دیتے ہیں یا پھر ماحول کی وجہ سے شرم آتی ہے اور پھر حیا سے جب شرم آنی شروع ہو جائے تو پھر بے حیائی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پس اگر شرم آنی چاہئے تو بے حیائی سے شرم آنی چاہئے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے شرم آئے۔ یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے ایک حکم سے دوری بہت سے حکموں سے دوری کی طرف لے جاتی ہے۔ پس اگر اگلی نسلوں کی تربیت کرنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر سنجیدگی سے چلنے کی ضرورت ہے۔ اپنی نسلوں کی تربیت کے لئے اپنی دعاؤں کو قبول کروانا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے کی ضرورت ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دعا کو قبول کروانے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ (البقرۃ:187)۔ کہ یعنی میرے حکم کو قبول کرو اور مجھ پر ایمان لاؤ۔ اس پر عمل کی ضرورت ہے۔ پس ایمان بھی کامل اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلا جائے اور جب ایمان اس معیار پر پہنچتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو پھر دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔ پس اگلی نسلوں کو سنبھالنے کے لئے اپنے نمونے کی بھی ضرورت ہے اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سب کو توفیق عطا فرمائے اور ہماری نسلیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے والی پیدا ہوتی چلی جائیں۔

بندوں سے ڈرنے کی بجائے خدا تعالیٰ سے ڈریں۔

اب دعا کر لیں۔ (دعا)

☆...☆...☆

بقیہ رپورٹ: پہلا نورڈک جلسہ سالانہ از صفحہ نمبر 4

کریں۔ جمعہ اور نماز عصر کی ادائیگی کے بعد احباب مسجد میں ہی موجود رہے اور تمام احباب نے حضور انور کا لائیو خطبہ جمعہ سنا جو حضور نے لندن بیت الفتوح میں ارشاد فرمایا تھا۔ حضور انور کا لائیو خطبہ ہمارے اس نورڈک جلسہ سالانہ کے اہم ترین پروگرام میں شامل تھا۔ ایک مختصر وقفہ کے بعد تمام احباب کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ جس کے بعد احباب جماعت نے نماز مغرب وعشاء تک کا وقت ایک دوسرے سے ملاقات اور تعارف میں صرف کیا۔

اجلاس اوّل

مورخہ 22 ستمبر بروز ہفتہ صبح گیارہ بجے مکرم امیر صاحب ناروے کی صدارت میں نورڈک جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم بشارت احمد صابر صاحب نے تلاوت قرآن کریم پیش کی اور مکرم ہارون احمد چوہدری صاحب مبلغ سلسلہ ناروے نے ان آیات کا اردو ترجمہ پڑھ کر سنایا۔

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یہ ہماری عظیم سعادت اور خوش قسمتی ہے کہ اس پہلے نورڈک جلسہ سالانہ کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے ایک خصوصی پیغام موصول ہوا جو اس افتتاحی اجلاس میں مکرم امیر صاحب ناروے نے پڑھ کر سنایا اور تمام حاضرین کو حضور انور کے پیغام پر کما حقہ عمل کرنے کی تلقین کی۔ آخری اجلاس میں بھی یہ پیغام ایک بار پھر پڑھ کر سنایا گیا۔ علاوہ ازیں حضور انور کے اس پیغام کو مع نارویجئین ترجمہ ایک فولڈر کی صورت میں شائع کر کے حاضرین جلسہ میں تقسیم کر دیا گیا۔ (حضور انور کا یہ پیغام اسی شمارہ کے صفحہ 4 کی زینت ہے۔)

بعد ازاں مکرم صلاح الدین یوسف صاحب آف سویڈن نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام بعنوان 'محاسن قرآن کریم' سے چند اشعار ترنم کے ساتھ پیش کئے۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب ناروے نے افتتاحی تقریر کی۔ آپ نے جلسہ سالانہ کے قیام کے اغراض و مقاصد پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مفصّل روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر ناروے نے ہستی باری تعالیٰ سے متعلق "خدا ایک پیارا خزانہ ہے" کے عنوان پر تقریر کی۔

اس کے بعد ناروے کے ایک دوست مکرم زین محمود صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوصاف کے بارے میں کلام محمود سے ایک نظم پیش کی جس کا آغاز اس خوبصورت شعر سے ہوتا ہے ؎

وہ قصیدہ میں کروں وصف مسیحا میں رقم
فخر سمجھیں جسے لکھنا بھی میرے دست و قلم

اس پہلے اجلاس کی آخری تقریر مکرم مامون الرشید صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن کی تھی۔ آپ نے "مالی قربانی کی درخشاں مثالیں" کے موضوع پر تقریر کی۔

اجلاس دوم

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور کھانے کے وقفہ کے بعد اجلاس دوم کی کارروائی تین بج کر بیس منٹ پر شروع ہوئی۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے کی۔ مکرم بلاج محمود بٹر صاحب آف ڈنمارک نے سورہ النور کی آیات 57-52 تلاوت کیں۔ ان آیات کا اردو ترجمہ مکرم رضوان احمد صاحب مبلغ سلسلہ مالمو، سویڈن نے پیش کیا۔ بعد ازاں ڈنمارک کے ہی ایک دوست مکرم مصوّر احمد چیمہ صاحب نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں کہا جانے والا نعتیہ کلام "اے شاہ مکّی و مدنی سید الوریٰ" ترنم کے ساتھ پیش کیا۔

اس اجلاس میں سب سے پہلے صدر اجلاس مکرم محمد زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے

پہلے نورڈک جلسہ سالانہ 2018ء کا ایک منظر

"اطاعتِ نظام کی اہمیت اور اس کی برکات" کے موضوع پر ایک مدلّل اور جامع تقریر پیش کی۔

دوسری تقریر مکرم مصوّر احمد شاہد صاحب مبلغ انچارج فن لینڈ کی تھی۔ آپ نے سوشل میڈیا کے استعمال کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد مکرم طلعت محمود صاحب آف ناروے نے کلامِ محمود سے ایک نظم پیش کی:

ظہورِ مہدئ آخر زماں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقتِ امتحاں ہے

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم آغا یحییٰ خان صاحب مبلغ انچارج سویڈن کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان "ذکر حبیب" تھا۔

مکرم آغا صاحب کی اس تقریر اور اعلانات کے بعد ایک مختصر وقفہ تھا جس کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد جلسہ کا پہلا دن اپنے اختتام کو پہنچا۔

اجلاس سوئم

مورخہ 23 ستمبر بروز اتوار نورڈک جلسہ سالانہ کے تیسرے اجلاس کی کارروائی مکرم مولانا سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سلسلہ سکینڈے نیوین ممالک کی زیر صدارت صبح دس بجے شروع ہوئی۔ مکرم حافظ عطاء الرزاق صاحب نے سورہ احزاب سے آیات 41 تا 48 کی تلاوت کی، جس کا اردو ترجمہ مکرم کاشف محمود ورک صاحب مبلغ سلسلہ سویڈن نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم حبیب اللہ غالب صاحب آف فن لینڈ نے منظوم کلام پیش کیا۔

میئر آف اوسلو Mrs Marianne Borgen آج کے اس اجلاس میں جماعت ناروے کی دعوت پر جلسہ میں شمولیت کے لیے تشریف لائیں اور ایک مختصر تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ یہ میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ میں اس موقع پر آپ سب شاملین جلسہ کو اوسلو میں جو ایک امن کا شہر ہے، خوش آمدید کہوں۔ ایسی میٹنگز کا اہتمام ملکوں، شہروں، اور لوکل سطح پر امن قائم کرنے کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ ناروے میں جماعت احمدیہ کا یہ جلسہ 1980ء کے اوائل سے منعقد ہو رہا ہے۔ تاہم یہ پہلا موقع ہے کہ سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ اور آئس لینڈ کے وفود بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ میں تمام نورڈک مہمانوں کو اوسلو میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا کردار ہمارے ملک میں امن قائم کرنے کے حوالہ سے بہت اہم ہے۔ آپ اپنی خوبیوں کی وجہ سے پہنچانے جاتے ہیں۔ آپ کا ماٹو 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' امن کے حوالہ سے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ نیز آپ نے ملکی سطح پر جلسہ پیشوایان مذاہب، امن کانفرنس، نئے سال کے آغاز پر وقار عمل اور لجنہ اماء اللہ کے تحت منعقد ہونے والے بعض پروگراموں کا بطور خاص ذکر کرتے ہوئے جماعتی خدمات کو سراہا۔

معزز مہمان کی تقریر کے بعد مکرم طاہر محمود خان صاحب مبلغ سلسلہ ناروے نے "آنحضرت ﷺ کی عائلی زندگی اور حسن معاشرت" کے موضوع پر تقریر کی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم منصور ملک صاحب مبلغ سلسلہ آئس لینڈ کی تھی۔ آپ نے "خلافت خامسہ اور الٰہی تائیدات" کے موضوع پر تقریر کی۔

اس تقریر کے بعد ایک نظم مکرم عبد الحئی سرمد صاحب نے پیش کی۔ جس کے بعد "سیرت وسوانح حضرت مولانا عبد الرحیم نیّر صاحب" کے موضوع پر خاکسار (نعمت اللہ بشارت، مبلغ سلسلہ ڈنمارک) کی تقریر تھی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم نور احمد بولستاد صاحب کی تھی۔ آپ نے نوجوانی میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی اور اس وقت سے مسلسل مختلف رنگ میں جماعتی خدمات بجا رہے ہیں۔ آپ کا شمار سکینڈے نیویا کے چند ابتدائی احمدیوں میں ہوتا ہے۔ آپ نے "نورڈک ممالک میں جماعت احمدیہ کی ترقی" کے موضوع پر تقریر کی۔

اس اجلاس کے اختتام سے قبل مکرم افتخار حسین اظہر صاحب جنرل سیکرٹری ناروے نے حسبِ روایت جلسہ سالانہ نورڈک ممالک میں دوران سال وفات پانے والے احباب کی مغفرت کی دعا کی غرض سے ان کے اسماء پڑھ کر سنائے۔

اجلاس سوئم کے دوران مستورات نے اپنے الگ جلسہ کا اہتمام کیا جو صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اس اجلاس میں چار تقاریر ہوئیں اور تین نظمیں ترنم کے ساتھ پیش کی گئیں جبکہ بچیوں نے ایک ترانہ بھی پیش کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرمہ خالدہ شمیم صاحبہ آف فن لینڈ کی تھی۔ آپ نے "عائلی زندگی اور اسلامی تعلیمات" کے موضوع پر تقریر کی۔ دوسری تقریر مکرمہ طیبہ مبارکہ رضوان صاحبہ، نیشنل سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ ناروے نے "جو لوگ قرآن کو عزّت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے" کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر مکرمہ نسرین خان صاحبہ، نائب صدر و سیکرٹری تربیت لجنہ اماء اللہ ڈنمارک کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "مومنات کی نشانیاں"۔ چوتھی تقریر مکرمہ رخشندہ تحسین صاحبہ، نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ سویڈن کی تھی۔ آپ نے "بدرسوم سے اجتناب" کے موضوع پر تقریر کی۔ لجنہ کے اس پروگرام میں ناروے کی بعض معزز مہمان خواتین بھی تشریف لائی ہوئی تھیں جنہوں نے تقاریر کے بعد اپنے جذبات اور خیالات کا اظہار کیا۔ اور لجنہ اماء اللہ کے کاموں کی تعریف کی۔ آخر میں مکرمہ بلقیس اختر صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ ناروے نے مختصر تقریر کی اور معزز مہمانوں اور مقررین اور کارکنات کا شکریہ ادا کیا۔ اور اجتماعی دعا کروائی۔

اجلاس چہارم

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج امریکہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ مکرم ظہیر احمد صاحب آف سویڈن نے تلاوت قرآن کریم کی، اور مکرم محمد اکرم محمود صاحب مبلغ سلسلہ ڈنمارک نے ان آیات کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم عبد المنعم صاحب نے منظوم کلام پیش کیا۔ پھر مکرم بشارت احمد صاحب صابر سیکرٹری تعلیم القرآن ناروے کے زیر اہتمام تقریب آمین منعقد ہوئی۔ مکرم شاہد محمود کاہلوں صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر ناروے نے بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا۔ اس تقریب میں نورڈک ممالک کے 25 بچے اور بچیاں شامل ہوئیں۔ بعد ازاں مکرم صدر مجلس نے تقریب آمین میں شامل ہونے والے بچے اور بچیوں میں انعامات تقسیم کئے۔ اس موقع پر 31 بچوں اور 17 بچیوں میں بھی انعامات تقسیم کئے گئے جنہوں نے امسال رمضان المبارک میں کم از کم ایک بار قرآن کریم کا دَور مکمل کیا۔ علاوہ ازیں تعلیمی میدان میں اعلیٰ کارکردگی پر طلباء میں ایوارڈ تقسیم کیے گئے۔ جن میں 'ڈاکٹر عبد السلام ایوارڈ' مکرمہ رابعہ قیصرانی صاحبہ کو دیا گیا۔

تقسیم انعامات کی تقریب کے بعد مکرم ظہور احمد چوہدری صاحب امیر جماعت ناروے نے اپنی تقریر میں تمام شاملین جلسہ اور تمام کارکنان اور کارکنات کا شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے اس جلسہ کے انتظامات کو بخوبی ادا کیا۔ جلسہ کے تمام پروگرام برقت منعقد ہوتے رہے۔ الحمدللہ

اختتامی خطاب ودعا

بعد ازاں مکرم مولانا اظہر حنیف صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں جلسہ سالانہ کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی۔ نیز قادیان اور ربوہ میں منعقد ہونے والے جلسوں میں اپنی شمولیت کے حوالہ سے بعض دلچسپ اور ایمان افروز واقعات بھی بیان کئے۔ آپ نے شاملین جلسہ کو توجہ دلائی کہ وہ حضور انور کے تمام خطبات کو باقاعدہ اور توجہ سے سننے کی عادت ڈالیں۔ نیز جلسہ کے ان بابرکت ایّام میں جو روحانی ماحول میسر آیا اور جو علمی اور روحانی برکات حاصل کی ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تا کہ ہم میں سے ہر ایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کا وارث بن سکے جو آپ نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں۔ آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ یہ جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس جلسہ سالانہ میں نورڈک کے پانچوں ممالک سے 1602 کی تعداد میں مرد و خواتین نے شرکت کی توفیق پائی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

مکرم سعد فاروق صاحب کی شہادت

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 اکتوبر 2012ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مکرم سعد فاروق صاحب بلدیہ ٹاؤن کراچی 19؍اکتوبر 2012ء کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اپنے گھر موٹر سائیکل پر جبکہ اُن کے والد مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب صدر حلقہ بلدیہ ٹاؤن، سسر مکرم نصرت محمود صاحب آف امریکہ، بھائی مکرم عماد فاروق صاحب، تایا مکرم منصور احمد صاحب اور پھوپھا مکرم محمد اشرف صاحب کار میں سوار آگے پیچھے جا رہے تھے کہ نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے مکرم سعد فاروق صاحب پر پیچھے سے ایک فائر کیا جس سے وہ شدید زخمی ہوکر گر پڑے۔ حملہ آوروں نے اس کارروائی کے بعد کار کا تعاقب کر کے فائرنگ شروع کردی جس کے نتیجہ میں شہید مرحوم کے والد کو (جو گاڑی چلا رہے تھے) پانچ گولیاں لگیں، سسر کو تین گولیاں گردن، سینے اور پیٹ میں لگیں جبکہ چھوٹے بھائی کو ایک گولی ماتھے پر لگی۔

مکرم سعد فاروق صاحب کے والد صاحب نے شدید زخمی حالت میں شہید مرحوم کو بھی گاڑی میں ڈالا اور اسی حالت میں خود گاڑی چلاتے ہوئے قریبی ہسپتال پہنچے۔ ہسپتال پہنچتے ہی مکرم سعد فاروق صاحب کی شہادت ہوگئی۔ مرحوم موصی تھے۔ تدفین ربوہ میں کی گئی۔

آپ کے خاندان کا تعلق چھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ سے ہے۔ آپ کے پڑدادا حضرت اللہ بخش کاہلوں صاحبؓ نے 1905ء میں چھور مغلیاں سے پیدل قادیان جاکر حضرت مسیح موعودؑ کی زیارت کی اور بیعت کی سعادت حاصل کی۔ 1962ء میں یہ خاندان لیّہ چلا گیا۔ بعدازاں شہید کے والد روزگار کے سلسلہ میں کراچی منتقل ہوگئے اور یہاں انہوں نے اپنا بزنس شروع کیا۔

مکرم سعد فاروق صاحب 5؍اکتوبر 1986ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ F.Sc. کرنے کے بعد الیکٹرونک انجینئرنگ میں ڈپلومہ حاصل کیا اور اپنے والد اور چچا کی جنریٹر مینوفیکچرنگ فرم (FG Prime Power) میں کام شروع کردیا۔ مرحوم کی شادی شہادت سے صرف تین دن قبل مکرمہ شائزہ سعد صاحبہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ مرحوم نے لواحقین میں اہلیہ، والدین، ایک بھائی اور ایک بہن سوگوار چھوڑی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 26؍اکتوبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں شہید مرحوم کا ذکرخیر فرمایا اور بعدازاں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ حضورانور نے فرمایا کہ شہید مرحوم موصی تھے۔ ان کا اپنے خاندان سے نہایت محبت کا تعلق تھا۔ ان کی والدہ بتاتی ہیں کہ رات کو سونے سے پہلے ہمارے کمرہ میں آتے۔ میرے اور اپنے والد کے پاؤں دباتے۔ ہمیں چائے پلاتے اور اے سی (AC) کا ٹمپریچر سیٹ کر کے جانے کی اجازت طلب کرتے۔ کہتی ہیں کہ وہ ہماری اطاعت کے تمام معیار پورے کرتے۔ آج تک انہوں نے ہماری کوئی بات نہیں ٹالی اور نہ ہی کبھی آگے سے جواب دیا۔ خون کا عطیہ دینے کا اُنہیں بہت شوق تھا اور محلے یا جماعت میں کسی کو بھی خون کی ضرورت پڑتی تو سب سے پہلے خود اپنے آپ کو پیش کرتے۔ میرے منع کرنے پر کہتے کہ اُمی! یہ خون تو ضائع ہوجانا ہے، کیوں نہ کسی کے کام آجائے۔

شہید مرحوم کی بہن ڈاکٹر صبا فاروق صاحبہ کہتی ہیں کہ ہمارا بہن بھائیوں کا دوستی کا رشتہ تھا۔ انتہائی پیار کرنے والا بھائی تھا بلکہ لوگ مجھے کہا کرتے تھے تمہارا بھائی دنیا سے الگ ہے۔ چھوٹا ہونے کے باوجود ہمیشہ مجھے بچوں کی طرح ٹریٹ (treat) کرتا تھا۔ انتہائی نیک اور خدمت گزار تھا اور صرف ہمارے دل میں نہیں بلکہ جو بھی جس کا بھی اُس سے واسطہ ہے ہر ایک کے دل میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔

اُن کی بیوہ بھی کہتی ہیں کہ نکاح کے بعد وہ امریکہ رہتی تھیں، تو جب فون پر اُن کی بات ہوتی تھی، وہ اکثر مجھے یہ خواہش کیا کرتے تھے کہ مجھے شہادت نصیب ہو۔

جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ خدام الاحمدیہ کی بھی اور مختلف جماعتی خدمات میں بھی انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔ قائد خدام الاحمدیہ کراچی کہتے ہیں کہ شہید سعد بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ سب سے بڑھ کر جو میں نے محسوس کیا وہ اُن کی عاجزی تھی۔ خاکسار نے ہمیشہ مشاہدہ کیا کہ جب بھی کسی کام کے لئے اُنہیں کہا گیا یا کوئی بات دریافت کی گئی تو وہ ہمیشہ سرجھکا کر نظریں نیچی کر کے صرف یہ جواب دیتے تھے: جی قائد صاحب۔

اُن کی اطاعت بے مثال تھی۔ خلافت کے فدائی تھے۔ ہر عہدیدار کو اُس کے عہدے سے مخاطب کرتے، کبھی نام نہ لیتے۔ پچھلے ایک سال سے اُنہیں ایک ایسے بلاک کا نگران مقرر کیا گیا تھا جہاں جماعتی مخالفت زوروں پر تھی مگر اتنا کم عمر ہونے کے باوجود اُن کی بہادری اور لگن بے مثال تھی۔ اکثر اپنے سپرد مجالس کا دورہ مکمل کر کے رات گئے فون پر کام مکمل ہونے کی اطلاع دیتے۔ خاکسار حیران ہوکر اُن کو ہمیشہ کہتا تھا کہ آپ کا یہ علاقہ خطرناک ہے اس لئے اپنا خیال رکھا کریں۔

شہید مرحوم کے والد صاحب بڑے زخمی تھے اور ہسپتال میں ہی تھے تو اُن سے بیٹے کی شہادت چھپانے کی کوشش کی گئی۔ تو انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ ہے کہ سعد شہید ہوچکا ہے۔ مجھے اُس کی شہادت کا کوئی غم نہیں ہے۔ بس مجھے میرے شہید بیٹے کا چہرہ دکھادو۔ آپ اپنے شہید بیٹے کے پاس گئے اور اُس کی پیشانی کو چوما اور اُسے الوداع کہا۔ پس جس شہید کے باپ، بہن، ماں ایسے جذبات رکھتے ہوں دشمن بھلا اُن کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔

...۞...۞...۞...

مکرم چودھری نصرت محمود صاحب شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 29 نومبر کی خبر کے مطابق 19؍اکتوبر 2012ء کو بلدیہ ٹاؤن کراچی میں قاتلانہ حملے کا نشانہ بننے والے مکرم چودھری نصرت محمود صاحب 27؍نومبر 2012ء کی رات شہید ہوگئے۔ ان کی عمر 68 سال تھی۔ 19؍اکتوبر کو ہونے والی ٹارگٹ کلنگ میں ان کے داماد مکرم سعد فاروق صاحب موقع پر ہی شہید ہوگئے تھے جبکہ مکرم چودھری صاحب کی گردن میں ایک اور سینے میں دو گولیاں لگی تھیں اور آپ 38 روز تک زیرعلاج رہے مگر جانبر نہ ہوسکے۔ آپ گزشتہ کئی سال سے نیویارک امریکہ میں مقیم تھے اور اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلہ میں پاکستان آئے تھے جو مکرم سعد فاروق صاحب کی شہادت سے شادی کے صرف تین دن بعد بیوہ ہوگئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے 30؍نومبر 2012ء کے خطبہ جمعہ میں شہید مرحوم کا ذکرخیر فرمایا اور بعدازاں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ حضورانور نے فرمایا کہ محترم چودھری نصرت محمود صاحب ابن مکرم چودھری منظور احمد صاحب ہندل کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت چوہدری عنایت اللہ صاحبؓ کے ذریعہ سے ہوا جو شہید مرحوم کے دادا مکرم چوہدری اخلاص احمد صاحب کے کزن تھے۔ بعد میں اُن کی کوششوں سے چوہدری اخلاص احمد صاحب نے بھی خلافت اولیٰ میں بیعت کرلی۔ آپ کے خاندان کا تعلق بہلول پور ضلع سیالکوٹ سے تھا۔

مکرم چودھری صاحب 6؍مارچ 1949ء کو بہلول پور ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ مرےؔ کالج سیالکوٹ سے گریجوایشن کیا۔ پھر شاہ تاج شوگر مل منڈی بہاؤالدین میں تقریباً 35 سال بطور مینیجر کام کیا۔ مرحوم انتہائی مخلص اور ایماندار شخصیت کے مالک تھے۔ ملازمت کے دوران ان کو Honesty Award بھی ملا تھا۔ 2008ء میں اپنی اہلیہ اور چھوٹی بیٹی کے ساتھ نیویارک چلے گئے اور امریکہ کی شہریت اختیار کرلی۔

شہید مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے اور آپ کو خدمتِ دین کا بے حد شوق تھا۔ منڈی بہاؤالدین میں قیام کے دوران آپ کو لمبا عرصہ بطور سیکرٹری رشتہ ناطہ، سیکرٹری دعوتِ الی اللہ اور دیگر مختلف عہدہ جات پر خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ 2008ء میں امریکہ شفٹ ہونے کے بعد مقامی جماعت میں آپ کو بطور سیکرٹری تربیت خدمت کی توفیق مل رہی تھی۔

مکرم چودھری صاحب کا خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ تمام تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ دعوتِ الی اللہ کے پروگرام میں اگر خود شامل نہ ہوسکتے تو پھر دوسروں کو جانے کے لئے اپنی گاڑی دے دیا کرتے تھے تاکہ ثواب میں شامل ہوسکیں۔ آپ کے بیٹے کاشف احمد دانش (نائب صدر خدام الاحمدیہ کینیڈا) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو ایک بہت ہی شفیق اور محبت کرنے والے شخص کے طور پر پایا۔ بچپن سے لے کر جوانی تک ہمیشہ اولاد کا بہت زیادہ خیال رکھا۔ تعلیم دلوانے کے لئے اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی تربیت کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہے۔ زبان بہت اعلیٰ اور لہجہ ہمیشہ نرم ہوتا تھا۔ کبھی بھی بچوں کو تُم کہہ کر مخاطب نہیں کیا بلکہ آپ کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ میری جماعت کے کاموں میں دلچسپی کو بہت سراہتے تھے اور خلافتِ احمدیہ کے ساتھ ایک مضبوط تعلق کی تلقین کرتے تھے۔ گھر آکر سب سے پہلے اپنے بچوں کو نماز کے بارے میں پوچھتے تھے۔ اگر کسی وجہ سے نہ پڑھی ہوتی تو فوراً ادائیگی کے لئے کہتے۔ بچپن میں اپنے ساتھ باجماعت نماز کے لئے لے جاتے۔ کام کے دوران، سفر پر، کسی بھی جگہ پر ہوتے نماز کا خاص التزام کرتے۔ کسی سے سخت لہجے میں گفتگو نہیں کی۔ ہمیشہ اخلاقیات کا درس دیتے۔ ہر کوئی آپ کی نرم گو اور ملنسار طبیعت کی وجہ سے جلد آپ کا گرویدہ ہوجاتا۔ مرحوم کی تین بیٹیاں بھی ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ مرحوم منڈی بہاؤالدین میں زعیم انصاراللہ تھے، سیکرٹری رشتہ ناطہ تھے، نگران کمیٹی مسجد گیسٹ ہاؤس و مربی ہاؤس بھی تھے۔ پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ مربی ہاؤس مسجد کے ساتھ ہی ملحق تھا۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ کئی دفعہ تنہائی میں مجھے عبادت کرنے کا جب بھی کبھی خیال آیا، مَیں کوشش کرتا تھا لیکن ہمیشہ جب بھی مَیں نے کوشش کی کہ فجر سے پہلے جاکے کچھ نفل پڑھوں تو مسجد میں تو ہمیشہ نصرت محمود صاحب کو وہاں موجود پایا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کررہے ہوتے تھے۔ اپنی آمدنی کے مطابق صحیح بجٹ بنواتے تھے، چندہ کی بروقت ادائیگی کرتے تھے۔ صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ غرباء اور ضرورتمندوں اور معذوروں کا خیال رکھتے۔ اسی طرح صفائی پسند بھی بہت تھے۔ جہاں اپنی صفائی کا خیال رکھتے وہاں گیسٹ ہاؤس وغیرہ کی صفائی کا بھی بہت خیال رکھتے۔

مربی صاحب کہتے ہیں میرے ساتھ جاتے تھے تو کبھی کوئی دنیاوی باتیں نہیں کیں۔ ہمیشہ دعوتِ الی اللہ اور جماعت کے حوالے سے باتیں کیا کرتے تھے۔ اپنی گاڑی جماعتی کاموں کے لئے اور غریب بچیوں کی شادی کے لئے پٹرول ڈلوا کر دیا کرتے تھے۔ آتے جاتے اگر کسی غریب کو لفٹ کی ضرورت ہوتی تو دے دیا کرتے۔ کہتے ہیں کبھی مَیں نے اُن کو غصّہ میں نہیں دیکھا۔ ایک غیراحمدی نے بتایا کہ پچیس سال سے نصرت صاحب کے ساتھ کام کررہا ہوں، زندگی میں کبھی بھی مجھے نہیں ڈانٹا اور کبھی ناراض نہیں ہوئے۔ اپنے جو ماتحت کام کرنے والے تھے اُن کو ہر عید پر نئے کپڑے اور عیدی تحفہ ضرور دیتے تھے۔ خلافت سے گہری محبت تھی۔ خطبہ ہمیشہ لائیو سنتے اور سیر کے دوران پھر اُس پر بتاتے کہ آج یہ کہا گیا ہے اور ان باتوں کی تلقین کی گئی ہے۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کی تلقین کرتے۔

اسی طرح کسی موقع پر اگر کہیں جانا ہوتا تو پہلے مربی صاحب اور اُن کی فیملی کو اپنی کار پر اُس جگہ چھوڑ کر آتے، پھر واپس آکر اپنی فیملی کو لے کر دوبارہ جاتے اور اپنے ہاں دعوتوں پر غرباء کو بھی ضرور بلاتے۔

...۞...۞...۞...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 نومبر 2012ء میں مکرم انور ندیم علوی صاحب کی ایک غزل شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

محبت کی زمانے سے جُدا تفسیر کرتے ہیں
بلا تفریق ہم انسان کی توقیر کرتے ہیں
گِرا دے کوئی ظالم جو وفاؤں کے گھروندوں کو
ہمارا حوصلہ دیکھو نئی تعمیر کرتے ہیں
سہانے خواب دنیا کے، بڑے لمبے ہیں منصوبے
جہاں والے سرائے کی عجب تعبیر کرتے ہیں
خدا سے پیار گر چاہو، کرو بس پیار انساں سے
یہی مستور ہے دل میں، یہی تحریر کرتے ہیں
لہو بھر کر چراغوں میں اُجالا جس نے راہوں کو
چمن والے اسی کے نام ہر تعزیر کرتے ہیں
ہوئے کردار سے عاری، کریں فرمان بس جاری
فقیہانِ شہر لوگو! فقط تقریر کرتے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

December 21, 2018 – December 27, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday December 21, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 62.
01:25	Huzoor's (aba) Interview by LBC Radio: Recorded on January 20, 2015.
02:00	Rishta Nata Ke Masa'il
02:15	In His Own Words
02:45	Spanish Service: the five pillars of Islam.
03:20	Ashab-e-Ahmad (as): the life of Hazrat Muhummad Abdullah Baig (ra).
03:45	Quran Class: Qur'anic verses of Surah Taa Haa, verses 106 - 136 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Rec. December 9, 1996.
04:50	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 63.
07:05	Beacon Of Truth: Recorded on January 14, 2018.
08:05	Masjid-e-Aqsa Rabwah
09:00	Humanity First Conference 2015: Recorded on January 24, 2015.
10:00	In His Own Words
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:45	Noor-e-Mustafwi (SAW): Programme no. 47.
12:00	Tilawat [R]
12:30	Live From Baitul Futuh Mosque
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live From Baitul Futuh Mosque
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on April 2, 2016.
15:30	Signs Of The Latter Days: the advent of the Promised Messiah (as).
16:00	Friday Sermon [R]
17:00	Live Ismao Sauta Sama: An interactive Arabic discussion programme from Qadian.
19:05	World News
19:20	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 21-52.
19:30	Humanity First Conference: Rec. Jan. 24, 2015.
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Friday Sermon [R]

Saturday December 22, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:40	Noor-e-Mustafwi (SAW)
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Humanity First Conference 2015
02:30	In His Own Words
03:00	Beacon Of Truth
03:45	Dars-e-Hadith
04:05	Friday Sermon
05:10	Khalifatul-Masih I (ra): the first successor of the Promised Messiah (as).
05:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 4.
07:05	Jalsa Salana Speeches
07:35	Open Forum
08:10	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Rec. December 21, 2018.
10:10	In His Own Words
10:40	A Historical Journey: the journey of the 'Ahmadiyya Muslim Youth Association' from Canada on a chartered flight to the annual convention of Jalsa UK in 2017.
11:00	Indonesian Service
12:10	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Seerat-un-Nabi (SAW)
15:45	Hazrat Khalifatul-Masih II (ra): the second successor of the Promised Messiah (as).
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 53-84.
18:35	Jalsa Salana Speeches [R]
19:10	A Historical Journey [R]
19:30	Dua-e-Mustaja'ab: Programme no. 49.
20:00	Huzoor's (aba) Jalsa UK Opening Address: Recorded on July 30, 2010.
21:00	International Jama'at News
21:50	Seerat-un-Nabi (SAW) [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Hazrat Khalifatul-Masih II (ra)

Sunday December 23, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's (aba) Jalsa UK Opening Address 2010
02:30	In His Own Words
03:05	Jalsa Salana Speeches
03:35	A Historical Journey
04:00	Friday Sermon
05:10	Seerat-un-Nabi (SAW)
05:50	Hazrat Khalifatul-Masih II (ra)
06:00	Tilawat: Surah Al-Jumu'ah, verses 1-9.
06:15	Dars-e-Hadith: the prophecy about the Messiah and Mahdi (as).
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 63.
07:05	Rah-e-Huda: Recorded on December 22, 2018.
08:35	The Review Of Religions
09:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on October 14, 2016 in Toronto, Canada.
10:00	In His Own Words
10:40	Islami Mahino ka Ta'aruf
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:25	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 21, 2018.
14:10	Shotter Shondhane: Recorded on April 2, 2016.
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2016 [R]
16:10	In His Own Words
16:45	Aaina
17:25	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 85-111.
18:30	Story Time: Part 50.
19:00	Live Face 2 Face
20:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2016 [R]
21:05	In His Own Words
21:40	The Age Of Reform In Muslim India
22:10	Islami Mahino ka Ta'aruf
22:30	Friday Sermon [R]
23:35	The Review Of Religions [R]

Monday December 24, 2018

00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:35	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2016
02:35	In His Own Words
03:10	Aaina
03:50	Friday Sermon
04:55	Shotter Shondhane
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith; the second coming of Jesus (as).
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 4.
07:05	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 8, 1997.
08:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:25	Malayalam Service
09:00	Huzoor's (aba) Address To Ahmadiyya Medical Association: Recorded on January 31, 2015.
09:30	In His Own Words
10:00	A Historical Journey
10:30	Swahili Service
11:05	Friday Sermon: Recorded on July 13, 2018.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith [R]
12:35	Al-Tarteel: Lesson no. 4.
13:10	Friday Sermon: Recorded on January 11, 2013.
14:00	Bangla Shomprochar
15:10	Huzoor's (aba) Address To Ahmadiyya Medical Association 2015 [R]
15:40	In His Own Words
16:10	A Historical Journey [R]
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 112-139.
18:30	Somali Service: Programme no. 7.
19:05	Malayalam Service
19:30	Hijrat: Programme no. 6.
20:05	Huzoor's (aba) Address To Ahmadiyya Medical Association 2015 [R]
20:35	In His Own Words
21:05	Signs Of The Latter Days
22:05	A Historical Journey [R]
22:35	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)

Tuesday December 25, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's (aba) Address To Ahmadiyya Medical Association 2015
02:00	In His Own Words
02:30	A Historical Journey
03:00	International Jama'at News
03:50	Rencontre Avec Les Francophones
04:50	Hijrat
05:35	Malayalam Service
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 64.
07:00	Liqa Maal Arab: Recorded on May 2, 1996.
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on October 14, 2016 in Toronto, Canada.
10:00	In His Own Words
10:30	Kasre Saleeb: about Christanity and its beliefs.
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 21, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2016 [R]
16:05	In His Own Words [R]
16:40	Face 2 Face: Recorded on December 23, 2018.
17:40	Yassarnal Qur'an
18:05	World News
18:25	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 140-157.
18:35	Rah-e-Huda: Recorded on December 22, 2018.
20:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2016 [R]
21:15	In His Own Words
21:50	Al-Haleem: Attribute of God (God of great forbearance).
22:20	Liqa Maal Arab [R]
23:25	Kasre Saleeb [R]

Wednesday December 26, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:40	Yassarnal Qur'an
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna 2016
02:10	In His Own Words
02:40	Face 2 Face
04:20	Liqa Maal Arab
05:20	Chali Hai Rasm: Part 8.
06:00	Tilawat
06:20	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
07:00	Question and Answer Session: Rec. April 5, 1987.
07:50	Quiz Quran-e-Kareem
09:05	Huzoor's (aba) Jalsa UK Ladies Address: Recorded on August 31, 2010.
10:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 21, 2018.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Huzoor's (aba) Jalsa UK Ladies Address 2010 [R]
16:05	In His Own Words
16:40	Moshaa'irah
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Horizons D'Islam: Programme no. 5.
19:25	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
20:00	Huzoor's (aba) Jalsa UK Ladies Address 2010 [R]
21:00	In His Own Words
22:30	Question and Answer Session: Rec. April 5, 1987.

Thursday December 27, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:05	Al-Tarteel
01:40	Huzoor's (aba) Jalsa UK Ladies Address 2010
02:30	In His Own Words
03:05	Quiz Quran-e-Kareem
04:20	Question and Answer Session
06:00	Tilawat: Surah At-Talaaq, verses 3-9.
06:15	Dars-e-Malfoozat: comparison of the Holy Qur'an and the Bible.
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 64.
07:00	Quran Class: Qur'anic verses of Surah Kahf, verses 95 - 111 by Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on October 29, 1996.
08:10	Islamic Jurisprudence
09:00	Waqfe Nau Ijtema Girls: Rec. February 28, 2015.
09:55	In His Own Words
10:30	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
11:00	Japanese service: Programme no. 25.
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 21, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:40	In His Own Words
15:25	Persian Service
15:55	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Khilafat-e-Haqqa Islamiya
19:00	Open Forum
19:30	Ashab-e-Ahmad: the life of Hazrat Mirza Kabiruddin Ahmad (ra).
20:00	Friday Sermon: Recorded on December 14, 2018.
21:05	In His Own Words
22:25	Quran Class [R]
23:30	The Review Of Religions

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's (may Allah be his Helper) Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 21 December 2018 | Issue No. 51

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ اکتوبر 2018ء

☆...اسلام ہر قسم کی شدت پسندی، دہشت گردی اور تشدد کی کلیۃً نفی کرتا ہے۔ یہ ہر اس قدم کی سختی سے مذمت کرتا ہے جس سے آزادیٔ مذہب اور آزادیٔ ضمیر متاثر ہوتی ہے۔

☆...سچے مسلمان جو مخلص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں وہ کبھی کوئی ایسا کام نہیں کرسکتے جس سے معاشرے کا مفاد یا امن خراب ہوتا ہو۔

☆...اس مسجد کے دروازے ہمیشہ امن پسند لوگوں کے لئے کھلے رہیں گے۔ یہ ہمیشہ اُن لوگوں کے لئے کھلے رہیں گے جو انسانیت کی قدر کرتے ہیں۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مسجد ''بیت الصّمد'' بالٹی مور کی افتتاحی ریسپشن سے حضورِانور کا بصیرت افروز خطاب۔ مساجد کے قیام کے مقاصد اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کا بیان

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

... ...

20/ اکتوبر 2018ء بروز ہفتہ

(حصہ دوم)

... ...

مسجد بیت الصمد بالٹی مور کی افتتاحی تقریب

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم سلمان طارق صاحب مبلغ سلسلہ امریکہ نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں نیشنل سیکرٹری امورِ خارجہ مکرم امجد محمود خان صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

اس کے بعد سینیٹر Ben Cardin نے اپنے ایڈریس میں کہا:

عزت مآب خلیفۃ المسیح! ہم آپ کو بالٹی مور میں خوش آمدید کہتے ہیں، آپ نے تشریف لا کر ہماری عزت افزائی فرمائی اور ہم آپ کی قیادت سے متاثر ہیں۔ آپ کی جماعت میری لینڈ بالٹی مور امریکہ کو مزید پُرامن بنانے کا باعث ہے۔ آپ کی قیادت بین الاقوامی ہے۔ امن کے قیام کی آجکل جس شدت سے ضرورت ہے ویسی ضرورت پہلے کبھی نہ تھی اور آپ نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم بالٹی مور میں اس مقصد کے لئے مزید اچھا کام کرسکتے ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میں میری لینڈ بالٹی مور کے لوگوں کی سینیٹ میں نمائندگی کرتا ہوں اور میرے لئے اعزاز ہے کہ میں آپ کو اس عظیم شہر میں خوش آمدید کہہ رہا ہوں اور بہت ممنون ہوں کہ آپ اپنی بین الاقوامی مصروفیات میں سے وقت نکال کر یہاں امن اور انسانیت کے لئے امید کا پیغام لے کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل فرمائے۔ آمین

اس کے بعد John Robin Smith (جو میری لینڈ کے 71ویں سیکرٹری آف سٹیٹ ہیں) نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزت مآب خلیفۃ المسیح اور تمام حضرات و خواتین کا بہت بہت شکریہ۔ گورنر اور ان کی انتظامیہ آپ لوگوں کی یہاں آمد پر بہت خوش ہے اور بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے یہاں مدعو کیا۔ میری لینڈ سٹیٹ کو فخر ہے کہ یہ احمدیہ مسلم جماعت یو ایس اے کا ہیڈ کوارٹر ہے اور یہاں بالٹی مور میں مسجد کا افتتاح یقیناً ایک تاریخی موقع ہے۔ میری لینڈ ایک متنوع آبادی والی ریاست ہے اور یہ تنوع ہر طبقہ میں موجود ہے۔

خلیفۃ المسیح کے سفر کا پروگرام بے حد مصروف ہے اور آپ بہت ہی اہم پیغام لے کر آئے ہیں جو انسانی اقدار کو سمجھتے ہوئے انسانیت کی خدمت کرنا اور امن کا قیام ہے اور یہ ہمارے بہت سے مسائل کے حل کے لئے کارآمد ہے۔ یہ وہ پیغام ہے جو ہم سب مسلمان اور غیر مسلم قبول کرسکتے ہیں۔ مجھے ملک میں اور بیرون ملک بہت سے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے اور بہت سے کلچرز کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملتا ہے جس میں مجھے بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ یہاں بالٹی مور میں بہت سے انٹرنیشنل مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کا موقع ملتا رہتا ہے اور میں آپ سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں خلیفۃ المسیح کے دنیا کے محفوظ سفر کے لئے دعا گو ہوں، اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا بہت فضل فرمائے۔

میں اس موقع پر آپ کو گورنر کی جانب سے جاری کردہ Governor Citation پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ موصوف نے انگریزی زبان میں تحریر پڑھ کر سنائی جس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

''خوش آمدید

اس صوبہ کے باشندوں کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔

بطور اعزاز مسجد بیت الصمد کے افتتاح کے موقع پر، نہایت ادب اور خوشی کے ساتھ عرض ہے۔ میری لینڈ کے باشندے ہمارے ساتھ مل کر اس خوشی کے موقع پر اپنے دلی جذبات کی عکاسی کرتے ہیں۔ نیز مبارکباد پیش کرتے ہوئے ہم یہ گورنر سائیٹیشن پیش کرتے ہیں۔

20/ اکتوبر 2018ء

دستخط

گورنر لاری ہوگن

لفٹیننٹ گورنر بوئد ردرفورڈ

جان رابن سمتھ سیکرٹری آف سٹیٹ''

اس کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب امیر جماعت یو ایس اے نے اختصار کے ساتھ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تعارف کرواتے ہوئے کہا:

خواتین و حضرات! یہ ہمارے لئے انتہائی اعزاز کی بات ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس جو کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پانچویں خلیفہ ہیں، ہمارے درمیان موجود ہیں۔ میں حضورِانور سے درخواست کرتا ہوں کہ تشریف لائیں اور اپنے خطاب سے نوازیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب 7 بجے شروع ہوا۔ حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ اس کا اردو مفہوم یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب کے آغاز میں 'بسم اللہ الرحمن الرحیم' پڑھی اور فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں آپ سب پر ہوں۔

سب سے پہلے میں ان تمام مہمانوں کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو آج وقت نکال کر ہمارے ساتھ اس موقع پر شامل ہو رہے ہیں۔ ایسی دنیا میں جہاں مذہب میں دلچسپی زوال پذیر ہے، وہاں آپ کا ایک مذہبی جماعت کے پروگرام میں شامل ہونا قابل ستائش ہے۔ یہ بات اور بھی اہمیت کی حامل ہے کہ آپ مسلمانوں کے ایک پروگرام میں شامل ہو رہے ہیں، جہاں ایک مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے، باوجود اس کے کہ آپ میں سے اکثر غیر مسلم ہیں اور ان کی اسلام اور مسجد کے ساتھ کوئی مذہبی یا جذباتی وابستگی نہیں ہے۔ یقیناً آپ سب اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ آجکل بہت سے لوگ اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں خوف اور تحفظات میں مبتلا ہیں۔ اس تمام پس منظر میں آپ کی یہاں حاضری قابل تعریف ہے اور مجھے پابند کرتی ہے کہ میں آپ سب کا دلی شکریہ ادا کروں۔ نیز میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ شکریہ کے یہ جذبات صرف اخلاقاً نہیں بلکہ اسلام مجھ پر یہ مذہبی فرض عائد کرتا ہے، جیسا کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں ہوسکتا۔ اس لئے میں یہ اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہوں کہ دلی طور پر اخلاص کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کروں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میرے خیال میں آپ آج اسلام کے بارہ میں مزید سیکھنے کی اُمید کے ساتھ اور یہ جاننے کے لئے تشریف لائے ہیں کہ ہم نے یہ مسجد کیوں بنائی ہے۔ لوگ اسلام کے بارے

باقی صفحہ نمبر11 پر ملاحظہ فرمائیں

مسجد بیت الصمد بالٹی مور (امریکہ)